رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۶۸
Regd No. P 67

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ
سالانہ چھ روپے
ششماہی ۵۰-۳
ممالک غیر ۵۰-۷
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۱۰ | ۱۲ صلح ۱۳۴۰ ہش | ۲۴ رجب ۱۳۸۰ھ | ۱۲ جنوری ۱۹۶۱ء | نمبر ۲

اخبار احمدیہ

ربوہ - ۲ جنوری، حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ "طبیعت اس وقت اچھی ہے"

احباب جماعت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے اور درازیٔ عمر کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۹ جنوری - حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ، ان کے دو بیٹے مکرم مہتہ عبدالقادر صاحب اور مکرم مہتہ عبدالرزاق صاحب اور ایک بہو (اہلیہ مہتہ عبدالسلام صاحب) پرسوں پونے نو بجے شب پاکستان سے جنازہ کے ساتھ آئے تھے اور مرحوم کو مقبرہ بہشتی میں دفن کرنے کے بعد آج صبح واپس پاکستان روانہ ہوگئے۔

قادیان ۱۰ جنوری - محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔

آسمانِ احمدیت کا ایک اور درخشندہ ستارہ غروب ہو گیا!

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کی سفر کی حالت میں ناگہانی وفات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دیرینہ خادم اور جلیل القدر صحابی دنیائے فانی سے رخصت ہو گیا

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

قادیان - ۸ جنوری ۱۹۶۱ء - بڑے رنج اور افسوس کے ساتھ یہ خبر احباب جماعت تک پہنچائی جاتی ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدیم اور بزرگ صحابی حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی مورخہ ۵/۶ جنوری کی درمیانی رات جبکہ آپ لاہور سے کراچی کے لئے سفر کر رہے تھے رستہ میں خانیوال اسٹیشن کے قریب آدھی رات کے وقت وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

خانیوال سے آپ کا جنازہ اگلے روز ہی ربوہ پہنچا دیا گیا اور کراچی میں مقیم آپ کے بڑے بیٹوں نے انڈین ہائی کمشنر سے حضرت بھائی جی کے جنازہ کو قادیان واپس لانے کی اجازت حاصل کر لی۔ اور خود بھی بذریعہ ہوائی جہاز براستہ لاہور ربوہ پہنچ گئے۔ مورخہ ۶/۷ کو نو بجے صبح حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے ہزاروں اہالیانِ ربوہ کی معیت میں نمازِ جنازہ پڑھائی اور ۹½ بجے ایمبولنس کار میں براستہ لاہور قادیان کے لئے جنازہ روانہ ہوا۔ لاہور میں مقامی احباب نے یکے بعد دیگرے دو دفعہ جنازہ پڑھا۔ اور جماعت احمدیہ لاہور کے دوستوں کی ایک خاصی تعداد علیحدہ بس میں سوار ہو کر بارڈر تک جنازہ کے ساتھ آئی۔

ادھر قادیان میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی برقی اطلاع اور ہدایت کی تعمیل میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی معیت میں نو درویشان کی پارٹی امرتسر سے ایک ٹرک لے کر واہگہ بارڈر پر پہنچ گئی۔ دو اور درویش اسی دن پاکستان سے واپس آ رہے تھے وہ بھی شامل ہو گئے۔

پاکستانی چیک پوسٹ پر ضروری اندراجات کے بعد ساڑھے چار بجے جنازہ ہندوستانی حدود میں آ گیا۔ جنازہ کے ساتھ حضرت بھائی جی کی اہلیہ محترمہ کے علاوہ دو بیٹے مکرم مہتہ عبدالقادر صاحب و مکرم مہتہ عبدالرزاق صاحب اور آپؓ کی ایک بہو (اہلیہ صاحبہ مکرم مہتہ عبدالسلام صاحب) تھے۔ انڈین چیک پوسٹ پر بھی ضابطہ کی جملہ کارروائی اور ضروری اندراجات سے فراغت پانے کے بعد جنازہ کے ساتھ ٹرک ہی میں بیٹھ کر تمام پارٹی مع حضرت بھائی جیؓ کے چار روں لواحقین کے سوا چھ بجے شام بارڈر سے چل کر پونے نو بجے رات قادیان پہنچ گئے۔ اور آج صبح دس بجے جنازہ گاہ (واقعہ بڑا باغ) میں درویشانِ قادیان کی ایک بڑی تعداد سمیت محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور بہشتی مقبرہ کے قطعہ نمبر ۳ میں (جہاں مرحوم کی اپنی درخواست پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آپؓ کے لئے جگہ مخصوص فرمائی تھی - اور جو خاص صحابہ کا قطعہ ہے) بڑے رنج واندوہ کے ساتھ حضرت مسیحِ دوراں کے اس جلیل القدر صحابی کو سپردِ خاک کر دیا گیا - اور اس طریق پر جس طرح مرحوم نے اپنی اکاسی سالہ زندگی کا بیشتر حصہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت اور اس پاک بستی میں گزارا اسی طرح اس جہان سے رخصت ہو جانے کے بعد آپؓ کی آخری آرامگاہ بھی اپنے محبوب آقا کے قدموں کے قریب بنی - رضی اللہ تعالیٰ وارضاہ

یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی -

حضرت بھائی جی رضی اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ ربوہ میں شرکت اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیارت و ملاقات کی غرض سے مورخہ ۲۴ دسمبر کو قادیان سے جانے والے قافلہ میں شریک ہو کر تشریف لے گئے تھے - جلسہ ختم ہونے کے بعد آپؓ کا پروگرام چند روز کے لئے اپنے بچوں کے پاس کراچی جانے کا تھا - چنانچہ اسی پروگرام کے مطابق آپؓ لاہور سے کراچی کے لئے روانہ ہوئے - اور آپ کا یہی سفر آخری سفر بن گیا! اور ریل گاڑی میں ہی آپ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا - مگر جس معجزانہ طریق پر اللہ تعالیٰ نے آپؓ کے جنازہ کو قادیان پہنچایا اور اس مقدس سرزمین میں دفن ہونے کے سامان کر دئے وہ آپؓ کی مسیح پاک علیہ السلام اور مبارک بستی قادیان کے ساتھ سچے عشق اور محبت کا ثمرہ تھا - (اس کی ساری تفصیل الگ درج کی جا رہی ہے)

قادیان میں اس اندوہناک خبر کی اطلاع مورخہ ۶ جنوری کو صبح دس بجے کے قریب آپؓ کے بیٹے مہتہ عبدالرزاق صاحب کے تار سے ملی یہ خبر

(باقی صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۱۲ر جنوری ۱۹۶۱ء

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ

آہ! سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلیل القدر اور قدیم ترین صحابی حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ دنیا فانی ہے۔ اس جہان سے سبھی نے ایک نہ ایک دن کوچ کرنا ہے۔ موت کے تیر کسی سے خطا نہیں جاتے بلند ترین مراتب روحانیہ پر فائز انبیاء وصلحاء اور ادنیٰ ترین دنیادار سبھی اس کا شکار ہوئے بغیر نہیں رہ سکے۔ تاہم ایک نافع الناس وجود کے اس جہان سے گذر جانے سے اہل جہان کو نقصان ضرور ہوتا ہے۔ اور اس کے چلے جانے سے علیٰ قدر مراتب ایک خلا سا محسوس کیا جاتا ہے۔ حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی آسمانِ احمدیت کے ایک درخشندہ ستارے تھے۔ اور ان چیدہ ہستیوں میں سے تھے جو احمدیت کے لئے قابلِ فخر ہیں۔ اگرچہ آپ ایک مشرک ہندو قوم میں سے آئے لیکن دینِ اسلام کی محبت آپ کے رگ رگ میں اس طرح رچ گئی اور آپ کا قلبِ صافی اسلام کے نور سے ایسا منور ہوا کہ روحانیت میں لاکھوں کروڑوں پیدائشی مسلمانوں سے کہیں آگے نکل گئے۔! جس ذاتی بصیرت اور خدا تعالیٰ کی خاص ہدایت کی روشنی میں قبولیتِ اسلام واحمدیت کی توفیق پائی۔ اس کے مطابق ایک مثالی مسلمان کی حیثیت سے بقیہ ساری زندگی گذاری۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ دینِ اسلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ظلِ کامل علیہ التحیۃ والسلام کے ساتھ اپنی غیر فانی سچی محبت وعشق کے باعث قربِ الٰہی کے ایک بلند مقام پر پہنچ گئے۔

———! باوجود بڑی بلند پایہ روحانی شخصیت کا مالک ہونے کے اور جماعت میں بڑا ہی معزز ومکرم اور قابلِ صد احترام گردانا جانے کے ہمیشہ ہی انکسار خاکساری اور فروتنی کو اپنا شعار بنائے رکھا۔ اور کبھی جہت سے کسی وقت بھی اپنی برتری اور فضیلت کا اظہار نہ کیا۔ نہ قولاً نہ عملاً نہ اشارۃً نہ کنایۃً۔ اگر کسی ضرورت کے پیشِ نظر کبھی اپنی ذات پر انعاماتِ الٰہیہ کا ذکر کیا یا کسی نے آپ کے سامنے آپ کی ان خدماتِ جلیلہ اور سعادتِ عظمیٰ کا تذکرہ کیا تو قرآنی الفاظ میں اپنے دلی جذباتِ شکر و امتنان کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا

الحمد للہ الذی ھدانا لھٰذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ

مختصر کلماتِ حمد وتشکر کی جگہ ہر ایسے موقع پر ہمیشہ پوری آیت کریمہ ہی پڑھی۔ اس سے ہمیشہ آپ کا اشارہ ان جمیع انعاماتِ الٰہیہ کی طرف ہوتا جو قبولِ اسلام اور نورِ احمدیت سے انہیں حاصل ہوئے تھے آپ بیان فرمایا کرتے تھے کہ سولہ سال کی عمر میں آپ کے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہوئی۔ اسی زمانہ میں آپ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دو کتابیں "ازالہ اسلام" اور "نشانِ آسمانی" مطالعہ فرمائیں اور ۱۸۹۵ء میں قادیان آئے اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دستِ مبارک پر مشرف باسلام ہوئے۔ کچھ عرصہ یہاں رہے آپ کے والد صاحب کو (جو گجر وڑ دتاں تحصیل شکر گڑھ کے رہنے والے اور دت موہیال کے مشہور ومعروف خاندان سے تعلق رکھتے تھے) اس کا علم ہوا۔ آپ کو لینے کے لئے قادیان آئے۔ چونکہ آپ سچے دل سے مسلمان ہو چکے تھے اور اب قادیان کے روحانی ماحول کو چھوڑ کر اپنے والد صاحب کے ساتھ جانا نہیں چاہتے تھے۔ ادھر اندیشہ تھا کہ واپس لے جا کر کہیں آپ کو جسمانی اذیت نہ پہنچائیں پہلے تو حضور نے لے جانے کی اجازت نہ دی مگر جب انہوں نے تحریری وعدہ کیا تو حضور نے اجازت دیدی۔ اور باوجود عدم رضا مندی کے محض تعمیلِ حکم کی خاطر حضرت بھائی جی بھی واپس جانے کیلئے تیار ہو گئے۔ اس وقت حضور کے بعض صحابہ نے آپ کے متعلق ایسے ہی اندیشے کا اظہار کیا تو حضور نے فرمایا

"ہمارا ہے تو آجائے گا"

چنانچہ واپس لے جانے کے بعد جب آپ کے والدین نے اپنی طرف سے قادیان سے ہٹانے کے لئے ہر قسم کا زور لگا لیا اور بخوبی اس بات کا مشاہدہ کر لیا کہ ان کی جمیع تدابیر آپ کے پائے استقلال میں ذرا لغزش پیدا نہیں کر سکیں تو انہوں نے آپ کا رستہ چھوڑ دیا اور آپ پھر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں میں دوبارہ بہزار دقت پہنچ گئے اور ایسے آئے کہ تیرہ سال حضور کی صحبت میں رہ کر خدمت بجا لانے کا شرف حاصل کیا

حضور کے وصال کے بعد بھی قادیان ہی کو اپنا وطن بنایا حتیٰ کہ ملک تقسیم ہوا تو اس وقت بھی نہ چاہا کہ اس مقدس بستی کو چھوڑیں۔ مگر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے ہجرت کی۔ لیکن جلد بعد حضور ہی کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے صرف چند ماہ بعد مئی ۱۹۴۸ء میں اپنی محبوب بستی میں واپس آئے اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جوار میں بطور درویش رہنے کی سعادت حاصل کی۔ گویا یہ دوسرا موقعہ تھا کہ آپ حالات سے مجبور ہو کر قادیان سے گئے لیکن آپ کے حق میں مسیح پاک کی وہ بات پوری ہوئی کہ

"ہمارا ہے تو آجائے گا"

زمانہ قبولِ اسلام سے وصالِ حبیب تک جس طرح آپ کو تیرہ سال کا لمبا عرصہ اپنے محبوب کے قدموں میں گذارنے کی سعادت حاصل ہوئی اسی طرح "دائیِ ہجرت" کے بعد بصورت درویشی جوارِ حبیب میں رہنے کا موقعہ میسر آیا تو اس پر بھی جب تیرہ ہی سال کا زمانہ تمام ہوا تو پاکستان کا حالیہ آخری سفر پیش آیا۔ اس غریب الوطنی میں وہ آخری پیغامِ حق بھی آ گیا جس نے ظاہری حالات کے رُو سے خادم کو آقا سے کوسوں دور دکھایا مگر جس طور پر غیر معمولی حالات میں آپ کا جنازہ پہلے دارالہجرۃ ربوہ پھر لاہور سے ہوتا ہوا براستہ امرتسر و بٹالہ قادیان پہنچا۔ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مرقدِ مبارک سے صرف چند گز کے فاصلہ پر عین پہلو میں ہمیشہ کی خوابگاہ پائی۔ تب تیسری بار خدا تعالیٰ نے حضرت بھائی جی رضی اللہ عنہ کو قادیان پہنچا کر آپ کی حضرت مسیح پاک علیہ السلام سے سچی اور دلی محبت کا معجزانہ ثبوت بہم پہنچایا۔ اور خدا کے مسیح کی آپ کے حق میں توقعات کو ایک اور ہی شان سے پورا کیا کہ

"ہمارا ہے تو آجائے گا"

فانی دنیا عشق ومحبت کی باتیں سناتی ہے۔ ہوتی ہوں گی ان کی محبتیں اور ہوتا ہوگا ان کا عشق۔ مگر وہ آئے اور دیکھے کہ عشقِ حقیقی اور سچی محبت کے یہ کرشمے ہیں جو اپنے اندر وہ قوت وشوکت رکھتے ہیں جن کے سامنے اس کے عشقِ مجازی کے قصے کہانیاں کوئی وقعت نہیں رکھتے۔!!

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا حضرت بھائی جی کو تیرہ سال کا لمبا عرصہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت و خدمت کا شرف حاصل ہوا۔ حتیٰ کہ ۱۹۰۸ء میں حضور کے آخری سفر لاہور کے موقعہ پر بھی آپ کو نہ صرف رفاقت و خدمت کا شرف حاصل ہوا بلکہ حضور کے وصال کے بعد جب حضور کا جسدِ اطہر لاہور سے قادیان لایا گیا تو حضرت بھائی جی اس رتھ کے ساتھ ساتھ تھے جس میں حضرت ام المومنین (نور اللہ مرقدھا) سوار تھیں ——— اور عجیب اتفاق ہے کہ جس طرح آج سے ۵۳ سال پہلے آقا کا جنازہ کفن میں لپیٹ کر لایا گیا اسی طرح لاہور ہی سے ہوتا ہوا اس خادم المسیح کا جنازہ بھی کفن ہی میں لپیٹ کر لایا گیا اور اسی مقام پر جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جنازہ پڑھا گیا تھا عاشقِ مسیح کے تابوت کو بھی نماز جنازہ کیلئے رکھا گیا

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم ترین صحابی ہونے کی وجہ سے حضرت بھائی جی گویا تاریخ احمدیت کی مجسم کتاب تھے۔ آپ کے سینہ میں بیسیوں روایات اور تاریخی واقعات کی مستند تفاصیل محفوظ تھیں۔ جنہیں آخر وقت تک خوب اچھی طرح بیان فرماتے رہے اور اس امانت کو جماعت تک پہنچانے میں روحانی لذت محسوس فرماتے رہے۔

آہ! آج اس مبارک کتاب کا آخری ورق بھی الٹ گیا اور ہم لوگ آپ کی پاک صحبت سے محروم ہو گئے۔ یوں تو ساری دنیائے احمدیت کو حضرت بھائی جی کے سانحۂ ارتحال سے ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا ہے لیکن جس عظیم نقصان بلکہ حرمان سے درویشانِ قادیان دوچار ہوئے ہیں اس کا صحیح اندازہ مسیح پاک کی بستی کے یہ فقراء ہی لگا سکتے ہیں یا پھر زمین وآسمان کا مالک خدا جانتا ہے ———!!

اب ہماری آنکھیں باوجود تلاشِ بسیار کے قادیان کی گلیوں میں دیکھنے ہاتھ میں لمبا عصا تھامے اور بائیں ہاتھ سے کسی درویش کا سہارا لئے ڈگمگاتے قدموں اور امتنان وشکر سے تر ہونٹوں کے ساتھ چلتے پھرتے نورانی وجود کو نہ پا سکیں گی ——!! وہ تو محلہ احمدیہ کے انتہائی جانب جنوب مقدسین کی جماعت کے اندر منوں مٹی کے نیچے اپنے آقا کے پہلو میں سکون واطمینان سے محوِ خواب ہے۔!

آئیے ہاتھ اٹھا کر بارگاہ رب العرش میں دعا کریں کہ اے اللہ تیرا یہ بندہ کچھ مدت ہم میں رہا جس حد تک اس سے ہو سکا اس نے تیری رضا کیلئے کیا اب وہ تیرے پاس پہنچ چکا ہے تو اس کیلئے اپنے قرب کے دروازے کھول دے اور اس کے درجات کو بلند فرما

(باقی حاشیہ پر)

اور ہم عاجزوں کو ان مقدسین کی نیکیوں کا حقیقی وارث بنا اور سچا جانشین بنا کر تیرے ہاتھ میں سب طاقتیں ہیں تو ہمارے پریشان دلوں کو تسکین واطمینان بخش اور اس مقدس بستی کے متعلق

جماعت احمدیہ کے انہترویں (۶۹) جلسہ سالانہ پر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا روح پرور افتتاحی خطاب

ہمیشہ دعائیں کرتے رہو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری نسلوں کو اسلام کا جھنڈا بلند رکھنے کی توفیق عطا فرمائے

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی یہ تقریر صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے جو حضور نے یہ تقریر ۲۶ دسمبر ۶۰ء کو جلسہ سالانہ کے افتتاح کے موقعہ پر ارشاد فرمائی

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اللہ تعالیٰ کا بے انتہا شکر ہے

کہ اس نے ہماری جماعت کے افراد کو ایک بار پھر اپنے ذکر کو بلند کرنے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے یہاں جمع ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے اس عظیم الشان احسان کو دیکھتے ہوئے اس کے حضور جس قدر بھی سجدات شکر بجا لائیں کم ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے اس اجتماع کو ہر لحاظ سے بابرکت بنائے اور اس میں شمولیت اختیار کرنے والے تمام مردوں اور عورتوں کو ان کے اخلاص اور محبت کی جزائے خیر عطا فرمائے اور انہیں اس امر کی توفیق بخشے کہ وہ اس جلسہ سے پوری طرح فائدہ اٹھائیں اور اپنے اندر

ایک نیک اور پاک تبدیلی

پیدا کریں تاکہ جب وہ واپس جائیں تو دنیا ان کے نیک عزائم اور اعلیٰ اخلاق اور اسلام کے لئے فدائیت اور جاں نثاری کے جذبات کو دیکھ کر پکار اٹھے کہ یہی وہ لوگ ہیں جو اس دنیا کے لئے حقیقی امن اور سلامتی کا موجب ہیں اور ان کے دلوں میں بھی یہ تڑپ پیدا ہو جائے کہ وہ جماعت احمدیہ کے مرکز میں آئیں اور ان غلط فہمیوں کو دور کریں جو ہمارے متعلق ان میں پائی جاتی ہیں۔

دوستوں کو

یہ امر اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے

کہ سارا یہ جلسہ تمام مروجہ جلسوں اور اجتماعوں سے بالکل مختلف رنگ رکھتا ہے آپ لوگ یہاں کسی نمائش کے لئے اکٹھے نہیں ہوئے کوئی کھیل یا تماشہ دیکھنے کے لئے نہیں آئے بلکہ صرف اس لئے جمع ہوئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے ایک منادی کی آواز آپ لوگوں نے سنی اور اس پر دوڑتے اور لبیک کہتے ہوئے آپ زمین کے چاروں اطراف سے اس کے گرد اکٹھے ہو گئے گویا آپ لوگ وہ روحانی پرندے ہیں جن کے متعلق خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا تھا کہ انہیں پہاڑوں کی چوٹیوں پر رکھ دو اور پھر انہیں آواز دو تو وہ تیری طرف تیزی کے ساتھ اڑتے چلے آئیں گے۔ آپ لوگ بھی اس زمانہ کے مامور کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے یہاں جمع ہوئے ہیں اور آپ ہی وہ خوش قسمت وجود ہیں جنہیں فضائے آسمانی کی بلندیوں میں پرواز کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے پس اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو اور ان ایام کو ضائع مت کرو۔

یہ جلسہ کوئی دنیوی میلہ نہیں

بلکہ یہ خدا اور اس کے رسولؐ کے ساتھ تمہارا ملاپ پیدا کرنے کا ایک ذریعہ ہے جو بانی سلسلہ احمدیہ نے تمہارے لئے تجویز کیا ہے۔ پس اس امر کی اہمیت کو کبھی نظر انداز نہ ہونے دو اور دعاؤں اور ذکر الٰہی میں ہر وقت مشغول رہو اور اپنے اوقات کا صحیح استعمال کرو۔

اگر آپ لوگ اسلامی اجتماعات پر غور کریں تو آپ کو نہایت آسانی سے یہ امر معلوم ہو سکتا ہے کہ تمام اسلامی اجتماعات کی روح رواں صرف ذکر الٰہی اور دعا اور انابت الی اللہ ہی ہے۔ نماز ہے تو وہ دعا اور ذکر الٰہی پر مشتمل ہے۔ جمعہ ہے تو وہ بھی وعظ و نصیحت اور دعا اور ذکر الٰہی پر مشتمل ہے۔ عیدین کی نمازیں ہیں قربانیں ہیں بھی اٹھتے بیٹھتے ذکر الٰہی کی تاکید ہے۔ یہی نسخہ ہے جو ہر اجتماع کو بابرکت بناتا ہے۔ پس

اس نسخہ کو کبھی مت بھولو

اور اپنے لئے اور اپنے عزیزوں اور دوستوں کے لئے اور اسی طرح اسلام اور احمدیت کی ترقی کے لئے رات دن دعائیں کرتے رہو اور پھر یہ بھی دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ اس عظیم الشان مقصد کو جلد سے جلد پورا فرمائے جس کے لئے ہمیں کھڑا کیا گیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ ہمیں اپنی موت تک اسلام کے جھنڈے کو بلند رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور پھر ہماری اولاد در اولاد کو بھی یہ توفیق بخشے کہ وہ قیامت تک اس جھنڈے کو اونچا رکھتی چلی جائے۔ یہاں تک کہ ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے۔

احادیث میں آتا ہے کہ

جنگ احد کے موقع پر

ایک صحابیؓ شدید زخمی ہوئے وہ نزع کی حالت میں تھے کہ ایک اور صحابیؓ ان کے پاس پہنچے اور کہنے لگے کہ اگر آپ نے اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں کے نام کوئی پیغام دینا ہو تو مجھے دے دیں۔ وہ کہنے لگے میرے عزیزوں کو میری طرف سے السلام علیکم کہنا اور انہیں یہ پیغام دے دینا کہ جب تک ہم زندہ رہے ہم اپنی جانیں قربان کر کے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتے رہے۔ اب ہم اس دنیا سے جا رہے ہیں اور یہ امانت تمہارے سپرد کر رہے ہیں اب یہ تمہارا کام ہے کہ تم اپنی جانیں قربان کر دو مگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر کوئی آنچ نہ آنے دو۔ آج محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے جسد عنصری کے ساتھ اس دنیا میں موجود نہیں مگر ان کا لایا ہوا دین آج بھی زندہ ہے۔ ان کا لایا ہوا قرآن آج بھی موجود ہے۔ اور وہ دین ہم سے انہی قربانیوں کا مطالبہ کر رہا ہے جن قربانیوں کا صحابہؓ سے مطالبہ کیا گیا تھا۔ پس ہمارا فرض ہے کہ ہم بھی اپنی جانیں دے دیں مگر اسلام کے جھنڈے کو کبھی نیچا نہ ہونے دیں اور ہم اپنی اولاد در اولاد سے بھی یہ کہتے چلے جائیں کہ اپنی ذمہ داریوں کو مت بھولنا ورنہ خدا کے حضور تم جوابدہ ہو گے۔

حقیقت یہ ہے

کہ سلسلہ کی عظمت کو قائم رکھنا اور سلسلہ کی اشاعت میں حصہ لینا کسی ایک فرد کا کام نہیں بلکہ یہ نسلاً بعد نسلٍ ایک لمبے زمانہ سے تعلق رکھنے والا کام ہے۔ اسی وجہ سے میں نے جماعت کو توجہ دلائی تھی کہ اپنے اپنے خاندانوں میں سے کم سے کم ایک ایک فرد کو دین کے لئے وقف کر دو۔ تاکہ تمہارا خاندان اس نیکی سے محروم نہ رہے اور تم سب اس ثواب میں دائمی طور پر شریک ہو جاؤ۔ مگر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جماعت نے اس طرف پوری توجہ نہیں کی۔ حالانکہ یہ ایک نہایت ہی ضروری امر ہے جس پر ہماری جماعتی اور مذہبی حیات کا انحصار ہے۔

میں جماعت کو نصیحت کرتا ہوں

کہ اسے صرف اپنے اندر ہی ایمان پیدا کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے بلکہ اگلی نسل کو بھی دین کا جاں نثار خادم بنانے کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ دنیا میں کوئی شخص یہ پسند نہیں کر سکتا کہ وہ تو عالم بن جائے مگر اس کا بیٹا جاہل رہے۔ یا وہ تو امیر بن جائے مگر اس کا لڑکا کنگال رہے۔ پھر نہ معلوم لوگ اپنی اگلی نسل کو دین کے راستہ پر قائم رکھنے کے لئے کیوں مضطرب نہیں ہوتے اور کیوں وہ دیوانہ وار اس کے لئے جدوجہد نہیں کرتے۔

یہ امر یاد رکھو کہ ہمارے سپرد خدا تعالےٰ نے

ایک بہت بڑی امانت

کی ہے۔ اس زمانہ میں جب کہ ایمان ثریا پر جا چکا تھا اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ پھر اسلام کو زندہ کیا اور اس نے آپ لوگوں کے ذریعہ اسے دنیا کے کناروں تک پہنچایا بلکہ اسے تمام ادیان پر غالب کر دیا۔ اب آپ لوگوں کا فرض ہے کہ اپنی اگلی نسل کو بھی اس امانت کا اہل بنائیں۔ اور اس کے اندر دین سے شغف اور محبت پیدا کریں تا کہ وہ بھی نمازوں اور دعاؤں اور ذکرِ الٰہی کی پابند ہو اور دین کے لئے ہر قسم کی قربانیوں سے کام لینے والی ہو۔ مگر یہ کام ہم اپنے زور سے نہیں کر سکتے۔ صرف خدا ہی ہے جو اصلاحِ نفس کے سامان پیدا کیا کرتا ہے۔ پس اپنے لئے بھی دعائیں کرو اور اپنی اولادوں کے لئے بھی دعائیں کرو۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کے دلوں میں سچا ایمان پیدا کرے اور انہیں دین کی ایسی محبت عطا کرے کہ کوئی دنیوی تحریک اس کے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکے تاکہ ہماری زندگی ہی پُر مسرت نہ ہو بلکہ ہماری موت بھی خوشی کی موت ہو۔

ہمارے سلسلہ کو قائم ہوئے اب

بہتر ۷۲ سال کا طویل عرصہ

گذر چکا ہے اور یہ صدی اب ختم ہونے کے قریب پہنچ رہی ہے مگر ابھی تک ہماری جماعت کی تعداد بہت کم ہے۔ بے شک اللہ تعالےٰ کے فضل سے صدر انجمن احمدیہ کے مربیوں اور تحریک جدید کے مبلغوں اور وقفِ جدید کے معلموں اور پھر انفرادی جدوجہد کے ذریعہ ہر سال بیعتوں میں اضافہ ہوتا رہتا ہے مگر پھر بھی دنیا کی آبادی کو دیکھتے ہوئے ہماری تعداد ابھی ایسی نہیں جس پر اطمینان کا اظہار کیا جا سکے۔ اس لئے ہمیں بہت زیادہ فکر اور توجہ کے ساتھ

اپنی کوششوں کا جائزہ لینا چاہیئے

اور کوشش کرنی چاہیئے کہ ہماری زندگیوں میں ہی دنیا میں احمدیت پھیل جائے۔ بے شک ہم کمزور اور بے سامان ہیں مگر ہمارا خدا بڑا طاقتور ہے اسلئے ہمیں اسی سے دعائیں کرنی چاہئیں کہ الٰہی! تیری مدد آسمان سے کب نازل ہوگی۔ تو آسمان سے اپنے ملائکہ کی فوج نازل فرما تا کہ وہ سعید دلوں پر اُتریں اور انہیں اسلام اور احمدیت کا دالہ و شیدا بنا دیں۔ اور ہم اپنی زندگیوں میں ہی وہ دن دیکھ لیں جب کہ اسلام دنیا پر غالب آ جائے۔ اور یورپ اور امریکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں داخل ہو جائے۔ بے شک آج عیسائیت کی ترقی کو دیکھ کر انسان حیران ہوتا ہے اور اس کے واہمہ میں بھی نہیں آ سکتا کہ اسلام ایک دن دنیا پر غالب آئے گا مگر دعا اور

صرف دعا ہی وہ ہتھیار ہے

جس سے یہ مہم ایک دن کامیاب ہو گی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے مطابق اسلام دنیا پر غالب آئے گا اور کفر میدان میں دم توڑ رہا ہوگا۔

میں دوستوں کو اس امر کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ انہیں اپنی

دعاؤں میں قادیان کو بھی یاد رکھنا چاہیئے

قادیان ہمارا مقدس مذہبی مرکز ہے جہاں بار بار جانا ہماری جماعت کے تمام افراد کے لئے ضروری ہے پس میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اللہ تعالےٰ سے یہ دعائیں بھی کریں کہ وہ اپنے فضل سے قادیان کے رستے تمام احمدیوں کے لئے کھولے اور ہمیشہ کے لئے کھولے اور وہ مشکلات جو

اس وقت ہماری راہ میں حائل ہیں ان کو دور فرمائے اور اپنی برکتوں اور رحمتوں سے مالا مال کرے۔

ان چند کلمات کے ساتھ میں جلسہ سالانہ کا افتتاح کرتا ہوں اور

آپ لوگوں کے لئے دعا کرتا ہوں

کہ اللہ تعالےٰ آپ لوگوں کو خیریت کے ساتھ رکھے اور ان بابرکت ایام سے صحیح طور پر فائدہ اٹھانے اور اپنے اندر نیک اور پاک تبدیلی پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اب میں دعا کرونگا سب دوست میرے ساتھ مل کر دعا کریں۔*

وقفِ جدید کے نئے سال کے آغاز کا اعلان

اور احباب جماعت کے نام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا روح پرور پیغام

مورخہ ۲۸ ردسمبر ۱۹۶۰ء کو جماعت احمدیہ کے ۶۹ ویں جلسہ سالانہ کے بابرکت موقعہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کے نام ایک خصوصی پیغام کے ذریعہ "وقفِ جدید" کے نئے سال کے آغاز کا اعلان فرمایا۔ حضور ایدہ اللہ کا یہ روح پرور پیغام محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے جلسہ سالانہ کے آخری اجلاس میں پڑھ کر سنایا تھا حضور کے پیغام کا متن درج ذیل ہے:-

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَ النَّاصِر

برادران جماعت احمدیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

وقفِ جدید کی تحریک پر تین سال گذر چکے ہیں۔ اور اب نئے سال کے آغاز سے اس تحریک کا چوتھا سال شروع ہو رہا ہے۔ میں نے ابتداء میں ہی جماعت کے دوستوں کو نصیحت کی تھی کہ انہیں وقفِ جدید کا سالانہ بجٹ بارہ لاکھ تک پہنچانا چاہیئے۔ تاکہ اس کے ذریعہ کم سے کم ایک ہزار ایسے معلم رکھے جا سکیں جو اسلام اور احمدیت کی تعلیم لوگوں تک پہنچائیں اور ان غلط فہمیوں کو دور کریں جو ہمارے متعلق ان کے دلوں میں پائی جاتی ہیں۔ مگر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ابھی تک وقفِ جدید کا بجٹ ستر اسی ہزار کے اردگرد ہی چکر لگا رہا ہے اور اس میں سے بھی کچھ نہ کچھ ایسے ہوتے ہیں جن کی وصولی میں دفتر کو مشکلات پیش آ جاتی ہیں۔ میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ انہیں اس غفلت کا ازالہ کرنا چاہیئے۔ اور نہ صرف اپنے وعدوں کو پورا کرنا چاہیئے بلکہ انہیں کوشش کرنی چاہیئے کہ جماعتوں کی طرف سے نئے سال کے وعدے گذشتہ سال سے اضافہ کے ساتھ پیش ہوں۔ کیونکہ جب تک وقفِ جدید کی مالی حالت مضبوط نہیں ہوگی ہم معلمین کی تعداد بھی بڑھا نہیں سکتے۔ اس وقت صرف ساٹھ معلم کام کر رہے ہیں۔ لیکن صحیح طور پر کام چلانے کے لئے ہمیں کم سے کم ایک ہزار معلمین کی ضرورت ہے۔ اور ایسا تبھی ہو سکتا ہے جب کہ مالی لحاظ سے وقفِ جدید کو مضبوط بنایا جائے۔ پس دوست ہمت سے کام لیں اور وقفِ جدید کو ترقی دیں۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے اس تحریک میں کام کرنے والوں کے ذریعہ جماعت کی تعداد میں ہر سال ترقی ہو رہی ہے اور اگر کام بڑھ جائے اور وقفِ جدید کی مالی حالت بہتر ہو جائے تو اس میں اور بھی اضافہ ہو سکتا ہے۔ پس دوست اس تحریک کو کامیاب بنائیں اور نئے سال کے آغاز سے پہلے سے بھی زیادہ ہمت اور جوش کے ساتھ اس میں حصہ لیں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو اور وہ آپ کو اپنے فرائض کے سمجھنے اور ان ذمہ داریوں کو صحیح طور پر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے آپ پر عاید کی گئی ہیں۔

والسلام　　خاکسار

مرزا محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی　۶۰/۱۲/۲۷

آسمانِ احمدیت کا درخشندہ ستارہ...

بقیہ صفحہ اوّل

یہ خبر سنتے ہی جملہ درویشانِ قادیان میں گہرے رنج و افسوس کی لہر دوڑ گئی۔ غمناک دلوں اور اداس چہروں کے ساتھ تمام درویش ایک دوسرے کے ساتھ تعزیت کرتے ہوئے حضرت بھائی جی کی بلند پایہ شخصیت اور ایک لمبے عرصہ تک سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک صحبت سے آپؓ کے فیضیاب ہونے کی سعادت کے تذکرے کرنے لگے۔ بلاشبہ حضرت بھائی جی رضؓ تمام درویشوں کیلئے روحانی لحاظ سے ایک بڑا سہارا تھے اور آج ہم اس بڑی نعمت سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو گئے ہیں۔ تمام درویشوں نے اس بات کو بہت زیادہ محسوس کیا تھا کہ تیرہ سالہ لمبا زمانہ درویشی ساتھ گذارنے کے بعد ان کے بڑے ہی بزرگ درویش بھائی اس محبوب بستی سے سینکڑوں میل دور وفات پا گئے اور یہ اپنے بزرگ کی آخری زیارت سے بھی محروم رہ گئے۔ لیکن اگلے ہی روز یعنی ۷ر جنوری کی صبح کو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کے تار سے جو اطلاع موصول ہوئی درویشان کے رنجیدہ اور زخمی دلوں پر مرہم کا باعث ہوئی۔ اس تار میں یہ اطلاع دی گئی تھی کہ حضرت بھائی جی کا جنازہ آج ربوہ سے براستہ لاہور قادیان کے لئے آ رہا ہے۔ اور کہ درویشان کی ایک پارٹی بارڈر پر لینے کے لئے پہنچ جائے۔ چنانچہ اس کی تعمیل کر دی گئی۔ اور درویشان کو ان کا بزرگ درویش بھائی مل گیا اور آخری زیارت ہم کر سکے۔ جنازہ پڑھا۔ کندھا دیا اور اپنے ہاتھوں مرحوم کی پسندیدہ آخری آرامگاہ میں ان کے آقا کے قرب ہی میں دفن کیا۔ اعلی اللہ درجاتہ فی جنات النعیم

حضرت بھائی جی رضؓ پہلے شنکر داس تھا ضلع سیالکوٹ کے قصبہ کنجروڑ دتاں میں آباد ہندوؤں کے مشہور و معروف خاندان "دت موہیال" سے تعلق رکھتے تھے۔ آپؓ کا ہندوانہ نام ہریش چندر تھا۔ جوانی ہی کی عمر میں آپؓ کے دل میں اسلام سے محبت پیدا ہوئی۔ اسی زمانہ میں آپؓ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دو کتابیں "انوار الاسلام" اور "نشانِ آسمانی" مطالعہ فرمائیں۔ انہی کے طفیل ۱۸۹۵ء میں حضرت مسیح پاک علیہ التحیۃ والسلام کے دربار میں قبول کر لئے گئے۔!!

مشرف باسلام ہونے کے بعد آپؓ کو اپنے رشتہ داروں کی طرف سے بیحد تکالیف دی گئیں مگر چونکہ اسلام و احمدیت کی محبت آپ کے دل میں گھر کر چکی تھی اس لئے یہ سب قسم کے دکھ اور تکالیف آپ کے پائے استقلال میں لغزش پیدا نہ کر سکے۔ اور آپؓ نے اپنا آبائی وطن ترک کر کے قادیان ہی کو اپنا وطن بنا لیا اور اپنی زندگی کا کم و بیش پینسٹھ سالہ زمانہ اس مقدس بستی میں گذارا۔ اور غیر معمولی حالات کے باوجود محض خدا کے فضل و کرم سے آپؓ کی آخری آرامگاہ قادیان میں بنی اور اس طرح حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب اپنے "قادیانی" لقب کے صحیح معنوں میں مصداق قرار پائے۔ فنعم عقبی الکرماء!

حضرت بھائی جی رضی اللہ عنہ نے چونکہ اپنی ذاتی بصیرت اور خدا تعالیٰ کی غیبی ہدایت اور رہنمائی کے تحت اپنا آبائی مذہب ترک کر کے اسلام قبول فرمایا اس لئے اپنی ذاتی محبت کے باعث اسلام کے اصل مقصد کو بھی پا گئے۔ اور بلاشبہ آپ کی زندگی کامیاب زندگی تھی۔ اگر روحانی لحاظ سے آپؓ قبولیت دعا۔ رؤیا و کشوف کی نعمت سے سرفراز ہوئے تو ظاہری طور پر بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس قدر نوازا کہ احمدیہ جماعت کی لاکھوں کی تعداد میں آپؓ ان بلند پایہ ہستیوں میں سمجھے جاتے تھے جو ہر لحاظ سے احمدیت کے لئے قابل فخر وجود ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کی نسل کو اس قدر برکت دی کہ آج آپؓ کے چار بیٹے ایک بیٹی اور ڈیڑھ درجن پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں بلکہ پڑنواسے بھی ہیں اور یہ سب بچے دل و جان سے آپؓ کی خدمت کرنے والے مخلص احمدی ہیں یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ برکات کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اولاد کو دنیوی لحاظ سے بھی ایسا اثر و رسوخ بخشا ہے کہ قلیل وقت میں حضرت بھائی جی رضؓ کے جنازہ کو قادیان لانے کے لئے متعلقہ حکام سے اجازت اور دیگر انتظامات بسہولت تمام مکمل ہو گئے۔ فالحمد للہ۔

ادارہ بدر اس موقعہ پر حضرت بھائی جی رضؓ کے جملہ لواحقین سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے انکے حق میں دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کا حافظ و ناصر ہو۔ صبر کی توفیق بخشے اور اپنے بزرگ کا صحیح جانشین بنائے۔

آمین۔

حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی وفات پا گئے

انا للہ و انا الیہ راجعون

رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے مدظلہ العالی

(نوٹ:- ذیل کا قیمتی نوٹ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی طرف سے روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۷ جنوری ۱۹۶۱ء میں شائع ہوا تھا جسے تبرکاً اور بدر کے ریکارڈ میں محفوظ کرنے کے لئے نقل کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر)

آج رات کے ساڑھے تین بجے کراچی سے عبد القادر صاحب مہتہ نے بذریعہ فون اطلاع دی ہے کہ حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی لاہور سے کراچی جاتے ہوئے خانیوال میں وفات پا گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت بھائی صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدیم ترین صحابیوں میں سے تھے۔ اور ان کو یہ غیر معمولی امتیاز بھی حاصل تھا کہ جب کہ ابھی بھائی صاحب بالکل نوجوان بلکہ گویا بچہ ہی تھے ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیک وقت ہندو مذہب ترک کر کے اسلام قبول کرنے اور احمدیت کی نعمت حاصل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اور پھر ایک بہت لمبا عرصہ قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کا موقعہ میسر آیا۔ چنانچہ جب ۱۹۰۸ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لاہور میں وصال ہوا تو اس وقت بھی حضرت بھائی جی حضورؑ کے ساتھ تھے۔ اور بالآخر ملکی تقسیم کے بعد حضرت بھائی صاحب کو قادیان میں درویشی زندگی کی نعمت نصیب ہوئی۔ آجکل چند دن کے لئے پاکستان تشریف لائے ہوئے تھے اور ربوہ کے قیام کے بعد اپنے بچوں کو ملنے کے لئے کراچی جا رہے تھے۔ کہ راستے میں ہی خدا کو پیارے ہو گئے۔ وفات کے وقت عمر غالباً پچاسی چھیاسی سال تھی۔ نہایت مخلص اور محبت کرنے والے فدائی بزرگ تھے۔ بیعت غالباً ۱۸۹۵ء کی تھی۔ جنازہ لاہور کے راستہ ربوہ لایا جا رہا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت بھائی صاحب کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔ اور ان کی اہلیہ صاحبہ اور اولاد کا دین و دنیا میں حافظ و ناصر ہو۔ درویشی کے زمانہ میں ان کی اہلیہ صاحبہ نے اپنی ضعیفی کے باوجود حضرت بھائی صاحب کی بڑی خدمت سرانجام دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے اور احمدیت کے نوخیز جوانوں کو صحابہ کرام کا بابرکت ورثہ پانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اب تو یہ مبارک گروہ بہت ہی کم رہ گیا ہے۔ کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔

(نوٹ) بعد میں حضرت بھائی صاحب کے چھوٹے لڑکے مہتہ عبد السلام صاحب کا فون آیا ہے کہ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ بھائی جی کے جنازے کو قادیان لے جانے کی اجازت مل جائے۔ اگر یہ اجازت مل گئی تو بہت اچھا ہوگا کیونکہ حضرت بھائی صاحب مرحوم کی شدید خواہش تھی کہ وہ قادیان میں دفن ہوں اور اسی وجہ سے وہ ہمیشہ پاکستان آتے ہوئے گھبراتے تھے کہ کہیں میری وفات قادیان سے باہر نہ ہو جائے۔

خاکسار

مرزا بشیر احمد۔ ربوہ ۶۱-۱-۶

خاص شکریہ احباب اور درخواست دعا

ہمارے والد ماجد حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی رضؓ کی غریبانہ ہوتی ہوئی ناگہانی وفات پر ان کے جنازہ کو خانیوال۔ ربوہ اور لاہور اور پھر قادیان پہنچانے کے سلسلہ میں جس طور پر احباب جماعت اور دیگر پاکستانی و ہندوستانی سرکاری و غیر سرکاری افسران و دوستوں نے جو غیر معمولی اور محبت شفقت اور ہمدردی سے پُر تعاون فرمایا اس پر ہم دونو بھائی اپنے تمام خاندان کی طرف سے ان سب حضرات کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور احباب سے اپنے والد ماجد کی بلندیٔ درجات کے لئے نیز اپنے حق میں دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو والد ماجد کا صحیح جانشین بنائے اور ہمارے حق میں انکی دعاؤں کو قبول فرمائے۔

خاکساران { عبد القادر مہتہ۔ یونین ہاؤسنگ سوسائٹی ۹۵ جیکب لائن آباد کراچی ۵
عبد الرزاق مہتہ پریس فوٹوگرافر ۲۲۹ پیر الہی بخش کالونی کراچی ۵

سلسلہ احمدیہ کے ممتاز خادم

محترم مولانا عبد الغفور صاحب فاضل وفات پاگئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

ربوہ ۵ر جنوری۔ نہایت رنج اور افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ سلسلہ احمدیہ کے ممتاز خادم محترم مولانا عبد الغفور صاحب فاضل مربی سلسلہ احمدیہ کل مورخہ ۴ر جنوری ۱۹۶۱ء بوقت پونے نو بجے سہ پہر قریباً ۶۱ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

محترم مولانا صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم اور مخلص صحابی حضرت میاں فضل محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ہرسیاں والے) کے فرزند اکبر تھے۔ آپ نہ صرف یہ کہ پیدائشی احمدی تھے بلکہ آپ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کی جماعت میں شمولیت کا شرف بھی حاصل تھا۔ آپ کے والد صاحب بزرگوار نے آپ کو اس حالت میں کہ آپ ابھی بچے ہی تھے حضور علیہ السلام کی خدمت میں پیش کرکے خدمتِ اسلام کے لئے وقف کر دیا تھا۔ چنانچہ آپ نے شروع ہی سے علمِ دین حاصل کیا۔ آپ حضرت حافظ روشن علی صاحب مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ابتدائی شاگردوں میں سے تھے۔ اس طرح آپ کو حضرت حافظ صاحب کی زیرِ نگرانی و زیر تربیت تیار ہونے والے اولیں گروپ میں شمولیت کا فخر حاصل ہوا۔ آپ بحیثیت مبلغ و مربی قریباً ۴۳ سال شاندار خدمات بجا لانے کے بعد گذشتہ سال صدر انجمن احمدیہ سے ریٹائر ہوئے تھے۔ اور اس کے بعد سے تحریکِ جدید میں خدمات بجا لا رہے تھے۔ آپ نے وقفِ زندگی کے عہد کو پورے عزم وہمت کے ساتھ نبھا کر ساری زندگی اسلام اور سلسلہ احمدیہ کی خدمت میں بسر کی۔

آج ساڑھے دس بجے صبح آپ کا جنازہ گھر سے اٹھا کر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کے مکان کے سامنے والے میدان میں لے جایا گیا۔ جہاں پر گیارہ بجے حضرت میاں صاحب مدظلہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اور جنازہ کو کندھا دیا

نمازِ جنازہ میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد افراد کے علاوہ بزرگانِ سلسلہ۔ صدر انجمن احمدیہ اور تحریکِ جدید کے ناظر و وکلاء صاحبان اور دیگر احباب نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ نمازِ جنازہ کے بعد جنازہ مقبرہ بہشتی ربوہ میں لے جایا گیا جہاں پر صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قطعہ میں آپ کو سپردِ خاک کیا گیا۔ تدفین مکمل ہونے پر محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے دعا کرائی۔

آپ نے چار فرزند اور آٹھ بیٹیاں اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔ انڈونیشیا کے مبلغ مکرم مولوی امام الدین صاحب فاضل آپ کے داماد ہیں

ادارہ بدر محترم مولوی صاحب کی وفات پر مرحوم کے جملہ لواحقین سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم مولوی صاحب رضی اللہ عنہ کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے آپ کے تمام پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشے۔ ان سب کا خود کفیل ہو اور انہیں اپنی حفاظت میں رکھے اور مرحوم کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

محترم مولانا عبد الغفور صاحب مرحوم نے تقسیم ملک سے قبل بہار اور اڑلیسہ کی بعض جماعتوں میں سالہا سال تک مقیم رہ کر شاندار تبلیغی خدمات سرانجام دی تھیں۔ اور اپنے تبلیغی جہاد کے یہ ایام اتنے خلوص اور محبت اور تعاون سے گذار رہے تھے کہ ان دونوں صوبوں کے اکثر احمدی آج تک محبت اور عقیدت سے ان کو یاد کرتے ہیں۔ اللھم اغفرلہ۔

مولانا مرحوم کے ایک حقیقی بھائی عبد الرحیم صاحب قادیان میں درویش ہیں ادارہ بدر اپنے درویش بھائی کے اس صدمہ میں دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔

درخواستِ دعا:۔ مکرم محمد احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ و سیکرٹری مال جماعت احمدیہ جمشید پور جو امسال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر قادیان تشریف لائے ہوئے تھے کی غیر حاضری میں ان کی اہلیہ صاحبہ زیادہ بیمار ہوگئیں اور جمشید پور کے ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ انہوں نے جملہ احباب جماعت سے درخواست کی ہے کہ ان کی اہلیہ صاحبہ کی کامل شفایابی کے لئے دعا فرمائی جائے۔

ناظر بیت المال قادیان

حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی کی وفاتِ حسرت آیات پر

لوکل انجمن احمدیہ اور مجلس انصار اللہ قادیان کی تعزیتی قراردادیں

قرارداد لوکل انجمن

حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ کی ناگہانی وفات قادیان کے تمام احباب کے لئے دلی رنج اور افسوس کا باعث ہوئی ہے۔ آپ کی بلند پایہ شخصیت عالم احمدیت میں مشہور و معروف ہے۔ آپؓ کی ذاتی خوبیاں اس قدر تھیں کہ آپ کی صحبت کئی قسم کی روحانی کمزوریوں کے ازالہ کا موجب تھی۔ اور آپ خلوص و محبت کا مجسمہ تھے۔ آپؓ کی زبان سے ذکرِ حبیب ہر احمدی کے لئے ازدیادِ ایمان کا موجب ہوتا تھا۔ مگر افسوس کہ آپؓ کی وفات کے ساتھ ہم لوگ اس نعمتِ عظمیٰ سے محروم ہو گئے ہیں۔ موت ایک قطعی یقینی اور اٹل امر ہے جس سے کسی متنفس کا استثناء نہیں اس لئے ہم سب اس قادر و توانا کی رضا پر راضی ہیں۔ اور آپؓ کے اس سانحۂ ارتحال پر انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت کے اعلیٰ مقام پر فائز کرے۔ اور ہم سب کو آپؓ کی نیکیوں کا سچا جانشین بنائے۔ اور آپؓ کی طرح سچی خدمت اور فدائیت کا جذبہ ہمارے دلوں میں پیدا فرمائے۔ تا ہم لوگ جب اس جہان سے رخصت ہوں تو مرحوم کی طرح مطمئن دل اور ہر قسم کے دنیوی تفکرات سے فارغ البال ہوں۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ آپ کی سب اولاد کو بھی آپؓ ہی کے رنگ میں رنگین کرے اور آپؓ کے تمام پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو۔

لوکل انجمن احمدیہ قادیان حضرت بھائی جی کی وفات کو جماعتی نقصان یقین کرتے ہوئے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے۔ مرحوم کے تمام پسماندگان اور ساری جماعتِ احمدیہ سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔

قرارداد مجلس انصار اللہ

حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ کیا بلحاظ اپنی عمر کے اور کیا بلحاظ اپنے اخلاص، تقویٰ اور جذبۂ خدمتِ دین کے حقیقی معنوں میں ناصرِ دین تھے۔ آپؓ نے جس اعلیٰ بصیرت کی بنا پر دینِ اسلام کو اختیار فرمایا اسی اعلیٰ شان کے ساتھ تا دمِ آخر اس عہد کو نبھایا جو کلمۂ طیبہ کے اظہار کے ساتھ آپؓ نے بارگاہِ رب العزت میں کیا تھا۔ حضرت بھائی جی کی زندگی اور آپؓ کی وفات ایک سچے اور پکے مومن کی زندگی اور وفات ثابت ہوئی۔ باوجود مسلم گھرانے میں پیدا نہ ہونے کے دینِ اسلام سے مخلصانہ اور گہرے تعلق اور سچی خدمت کے نتیجہ میں آپ نسلی مسلمانوں سے تقویٰ اور روحانیت کی دوڑ میں بہت آگے نکل گئے۔ اور دنیائے احمدیت میں وہ نام اور مقام پایا کہ رہتی دنیا تک عزت و احترام کے ساتھ آپ کو یاد کیا جائیگا۔ حضرت بھائی جی رضی اللہ عنہ کی وفات سے سبھی احمدیوں کو شدید صدمہ اور نقصان ہوا ہے مگر اراکین مجلس انصار اللہ قادیان میں سے اس گرانقدر اور بابرکت وجود کی کمی کو ہم ہمیشہ محسوس کریں گے۔ آپؓ کی وفات سے ایک بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس خلا کے پُر کئے جانے کے سامان پیدا فرمائے اور آپؓ کو بلندیٔ درجات بخشے۔ نیز ہم سب کو اور آپؓ کے تمام پسماندگان کو صبر کی توفیق بخشے۔ اور ہم سب کو آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین

ہم جملہ اراکین مجلس انصار اللہ حضرت بھائی جیؓ کے خاندان، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایک خاص تعلقِ خلوص و محبت کی وجہ سے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے اور خاندان کے دوسرے افراد سے۔ نیز مرحوم کے جملہ پسماندگان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔

خاکسار رفیق احمد گجراتی
جنرل سیکرٹری لوکل انجمن احمدیہ و معتمد عمومی مجلس انصار اللہ قادیان

درخواستِ دعا:۔ مکرم حکیم عبد الرحیم صاحب درویش اور مکرم چوہدری حسن الدین صاحب درویش لمبے عرصہ سے بیمار ہیں۔ مکرم دفعدار محمد عبد اللہ صاحب درویش بھی چند روز سے بیمار ہیں احباب ان سب کی شفایابی کیلئے دعا فرمائیں۔ خاکسار رفیق احمد جنرل سیکرٹری لوکل انجمن قادیان

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کی پاکستان میں وفات

اور

جنازہ کے قادیان لانے اور بہشتی مقبرہ میں دفن کئے جانے کے متعلق روح پرور تفصیلات

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی وہ بلند پایہ شخصیت ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت سے فیضیاب ہونے کی سعادت متواتر تیرہ سال تک بخشی۔ اور پھر حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ کے منشاء میں جب خاص حالات میں اصحاب الصفہ کی ایک اور جماعت کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک کی خدمت اور آپؑ کی معنوی صحبت کی توفیق ملی تو حضرت بھائی جی رضؓ (نور اللہ مرقدہ) کو دور اوّل کے زمانہ کے عین مطابق پورے تیرہ سال اس دوسری قسم کی صحبت کی سعادت بخشی۔ مگر جس طور پر غریب الوطنی کی حالت میں آپؓ کی ناگہانی وفات پاکستان میں ہوگئی اور پھر غیر معمولی حالات میں آپؓ کے جنازہ کو اپنے آقا و مطاع کے قدموں میں لائے جانے کے عجیب و غریب سامان ہوئے ان کی تفصیلات جہاں اس بات کی زبردست شہادت ہیں کہ یہ سب کچھ حضرت بھائی جی کی اس مقدس بستی اور اپنے آقا ظلِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کا ثمرہ تھا۔ وہاں قلیل وقت میں اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور رحم کے ساتھ فرشتوں کو حالات کی سازگاری اور قادیان میں آپؓ کے جنازہ کے پہنچانے کے سلسلہ میں لگا دیا۔ واقعات کی یہ تفصیلات یقیناً روحانی لذت اور سرور کا باعث ہیں۔ جو اس طرح پر ہیں:-

جلسہ سالانہ ربوہ میں شمولیت کی غرض سے درویشانِ قادیان کا ایک قافلہ مورخہ ۱۴ دسمبر کو قادیان سے روانہ ہوا۔ اس قافلہ میں حضرت بھائی جی رضؓ بھی تشریف لے گئے۔ اس وقت آپ کے ہمراہ آپ کی اہلیہ محترمہ کے علاوہ آپؓ کی ایک بہو (اہلیہ محترمہ مکرم مہتہ عبدالرزاق صاحب) مع اپنے دو بچوں کے تھے۔

ربوہ کا جلسہ ختم ہونے کے بعد چند روز کے لئے اپنے بچوں کے پاس کراچی جانے کا بھی پروگرام تھا چنانچہ اس کے مطابق آپ لاہور سے کراچی کے لئے مورخہ ۱/۵ کو روانہ ہوئے اس سفر میں بھی آپؓ کے ہمراہ خاندان کے وہی چار افراد تھے۔ مگر اتفاقی طور پر آپؓ کے ایک پوتے مکرم مہتہ عبدالہادی صاحب ڈرلنگ انجینئر بھی آپ کے ہم سفر ہو گئے۔

حضرت بھائی جی سیکنڈ کلاس میں سفر کر رہے تھے۔ جب کہ دوسرے افراد قافلہ دوسرے کمپارٹمنٹ میں تھے۔ سفر کے آغاز میں آپؓ کی طبیعت اچھی تھی مگر رات کے بارہ ایک بجے کے درمیان جبکہ ٹرین خانیوال جنکشن سے دو اسٹیشن ادھر ہی تھی کہ آپ کی طبیعت خراب ہوگئی۔ محترمہ اماں جی (آپ کی اہلیہ محترمہ) پاس ہی تھیں۔ انہوں نے پاؤں سہلائے جسم کو مزید گرم کپڑوں میں لپیٹا۔ مگر طبیعت زیادہ ہی بگڑ گئی۔ اور جلد ہی دو تین ایسے لمبے لمبے سانس لئے کہ روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

تھوڑی دیر بعد خانیوال جنکشن آگیا باہمی مشورہ سے یہی فیصلہ ہوا کہ اسی جگہ سب اتر جائیں۔ چنانچہ اترتے ہی مہتہ عبدالہادی صاحب نے اپنے والد مکرم مہتہ عبدالقادر صاحب کو کراچی فون کیا۔ اس اندوہناک حادثہ کی اطلاع دیتے ہوئے رہنمائی حاصل کی۔ اس وقت رات کے ۲½ بج چکے تھے۔ مکرم مہتہ عبدالقادر صاحب نے اپنے بیٹے کو خانیوال کی مقامی جماعت احمدیہ سے جلد از جلد رابطہ پیدا کرنے کی ہدایت دی۔ اور دوسری طرف اسی وقت پوسٹ ماسٹر صاحب خانیوال کو غریب الوطنی میں اپنے والد ماجد کی وفات ناگہانی کی اطلاع دے کر دریافت کیا کہ کیا وہ خانیوال کے کسی احمدی دوست کا ایڈریس جانتے ہیں۔ اس صورت میں درخواست کی کہ انہیں فوری طور پر اس سانحہ کی اطلاع کر دی جائے تاکہ وہ میرے بیٹے کی مدد کے لئے اسٹیشن پر پہنچ جائیں۔ ادھر عبدالہادی صاحب بھی تانگہ پر ایک قلی کی رہبری میں احمدی دوستوں کی تلاش میں نکل پڑے۔ اس طرح جلد ہی مقامی جماعت کے متعدد افراد اسٹیشن پر آ جمع ہوئے۔

پوسٹ ماسٹر خانیوال کو فون کرنے کے بعد مکرم مہتہ عبدالقادر صاحب نے اسی وقت حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کو ربوہ میں فون کیا حضرت میاں صاحب فوراً فون پر تشریف لے آئے مکرم مہتہ صاحب کا بیان ہے کہ حضرت میاں صاحب نے میری زبانی حضرت اباجان کی وفات کی خبر سن کر انا للہ و انا الیہ راجعون کہا اور اس بات پر اظہار افسوس فرمایا کہ باوجود منع کرنے کے اماں جی کیوں حضرت بھائی جی کو لے گئیں۔ (اس موقعہ پر مکرم مہتہ صاحب نے ذکر کیا کہ جب میں اگلے روز ربوہ پہنچا تو حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ میرا فون پر آنا بھی عجیب ہے۔ جب آپ کا فون آیا تو میں اتفاقی طور پر اندر کمرہ میں جاگ رہا تھا۔ گھنٹی کی آواز سنتے ہی فون کے پاس پہنچ گیا۔ ورنہ ممکن تھا کہ گھنٹی کی آواز اندر سنائی نہ دیتی)

مکرم مہتہ صاحب موصوف بیان کرتے ہیں کہ اسی وقت میں نے اپنے چھوٹے بھائی مہتہ عبدالسلام صاحب کو منٹگمری ڈیم اطلاع کر دی چنانچہ وہ اہل وعیال سمیت لاہور روانہ ہو گئے۔ نیز کراچی ہی میں اپنے دوسرے بھائی مہتہ عبدالرزاق صاحب کو بھی فون کے ذریعہ اطلاع کر دی۔ ہم دونوں نے بذریعہ ہوائی جہاز کراچی سے لاہور آنے کا ارادہ کر لیا۔ اس وقت مہتہ عبدالرزاق صاحب نے تجویز کیا کہ غالباً ممکن ہو سکتا ہے کہ حضرت اباجی کے جنازہ کو قادیان لے جانے کی اجازت مل جائے۔ میں نے اسی وقت (یعنی تین بجے رات) انڈین ہائی کمشنر سے بذریعہ فون بات کی۔ موصوف نے ہمدردانہ تعاون کا وعدہ کیا۔

اسی وقت میں نے حضرت میاں صاحب کی خدمت میں فون کیا اور بتایا کہ اس طرح ہائی کمشنر صاحب نے وعدہ فرمایا ہے۔ سن کر فرمایا الحمد للہ یہ تو بہت ہی اچھا ہوا بھائی جی نے اپنی قبر کی جگہ حضرت صاحب سے ریزرو کروا لی ہوئی ہے آپ کی خواہش تھی کہ میں قادیان ہی میں دفن کیا جاؤں اس طرح آپ کی خواہش بھی پوری ہو جائے گی نیز فرمایا میں حضرت صاحب کو بھی اطلاع دے رہا ہوں حضور بھی یہ سن کر خوش ہونگے

مکرم مہتہ عبدالقادر صاحب نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے بتایا کہ اس کے جلد بعد میں نے عزیز عبدالہادی کو اسٹیشن ماسٹر خانیوال کی معرفت فون کیا۔ عزیز نے بتایا کہ اسٹیشن پر بہت سے احمدی دوست آ گئے ہیں اور یہ کہ ہم ٹرک لے کر ربوہ جا رہے ہیں۔

مہتہ عبدالرزاق صاحب کے متعلق فیصلہ ہوا کہ وہ انتظامات کے لئے ربوہ پہنچ جائیں اور میں یہاں کراچی کے باقی انتظامات کرتا ہوں۔ چنانچہ میں صبح ہونے پر ساڑھے نو بجے انڈین ہائی کمشنر کے دفتر میں گیا ان لوگوں نے بڑے حسن سلوک کا مظاہرہ کیا ان کے فرسٹ سیکرٹری نے فوری طور پر نصف گھنٹہ کے اندر اندر ایک خط (انگریزی) دے دیا۔ اس خط نے راستہ میں دونوں بارڈر پر بہت کام دیا۔ اسی عرصہ میں دوسری طرف عزیز فاروق مہتہ دنڑ نیشنل پریس فوٹو گرافر نے فیملی لے ویزے کے لئے انتظام کر لیا۔ یہ بات قابل تعریف ہے کہ انڈین [illegible] ہائی کمشنر نے دفتری اوقات سے زائد وقت دے کر نہ صرف ویزا فارم داخل کر لیا بلکہ پندرہ منٹ کے اندر اندر ویزا مکمل کر کے فاروق کے حوالہ کر دیا۔

چونکہ ہوائی جہاز میں صرف دو سیٹیں مل سکیں۔ اس لئے میں اور عزیزہ آصف مہتہ دونوں ۱۰.۳۰ بجے کے جہاز پر تین بجے روانہ ہوئے اور سوا چار بجے لاہور پہنچ گئے۔ باقی فیملی ممبر بذریعہ ٹرین چار بجے سوار ہو کر ۱۱ بجے لاہور پہنچ گئے۔ [illegible]

فاروق مہتہ سے اپنی ہمشیرگان و عزیز عبدالباسط بھی ان کے ساتھ تھے۔ میں نے لاہور پہنچ کر حضرت میاں صاحب کی خدمت میں عریضہ پر اطلاع دی کہ میں لاہور پہنچ گیا ہوں حضرت میاں صاحب نے بتایا کہ عزیز عبدالہادی بھی حضرت بھائی جی کو لے کر ہمارے پاس پہنچ گئے ہیں۔ ہم نے تابوت منگوا لیا ہے اور تجہیز و تکفین کا دیگر انتظام بھی کر دیا ہے۔ میں شفا میڈیکو کی ایمبولینس کار لے کر ۷ جنوری کی صبح چھ بجے ربوہ پہنچ گیا۔ وہاں پہلے ہی جنازہ تیار تھا ۔ نو بجے مقبرہ بہشتی کی پہاڑی کے پاس ہزاروں اہالیانِ ربوہ کی معیت میں حضرت میاں صاحب نے لمبی نماز جنازہ پڑھائی۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

سیدہ حضرت ام متین صاحبہ نے از راہِ شفقت حضرت اقدس کی کار بھی ہمارے لئے ربوہ سے بھجوا دی اور حکم دیا کہ جب تک بھائی جی کا جنازہ بارڈر سے گذر نہ جائے آپ یہیں رہیں اور مجھے آکر تفصیل سے مطلع کریں۔

حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ بھائی جی کتنے خوش قسمت ہیں کہ تین جگہوں پر جنازے پڑھے جائیں گے۔

بہرحال ۹½ بجے ہم جنازہ لے کر ربوہ سے روانہ ہو گئے۔ اور ۱۲½ بجے لاہور رتن باغ پہنچ گئے۔ اس دوران میں ترلیپی محمود احمد صاحب ایڈووکیٹ لاہور (جن کے ہاں ہماری فیملی ٹھہری ہوئی تھی۔) نے ایمبولینس کار کا ایکسپورٹ پرمٹ اور میڈیکل سرٹیفکیٹ اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنے اور دیگر ضروری کاغذات کی تکمیل میں بہت ہی جانفشانی سے کام لیا۔

لاہور کے دوستوں نے دو دفعہ جنازہ پڑھا۔ پہلی دفعہ سید بہاول شاہ صاحب نے پڑھایا کچھ دیر بعد اور دوست آ گئے جنہوں نے میاں محمد یوسف صاحب کی اقتدا میں نماز جنازہ ادا کی۔

بارڈر پر جانے کے لئے لاہور سے ہم ۔ ۔ دوست تیار ہو گئے وہ طارق ٹرانسپورٹ کی سالم بس لے کر بارڈر پہنچ گئے۔

معلوم ہوا ہے کہ بارڈر پر پاکستانی چیک پوسٹ کو حضرت بھائی جی کے جنازہ کی اطلاع مل چکی تھی۔ جنازہ پہنچتے ہی کیا پولیس اور کیا سول حکام سب ہی خاص ہمدردی سے پیش آئے اور پورا تعاون کیا اور اپنے خاص اختیارات استعمال کرتے ہوئے بسوں سمیت سب دوستوں کو باؤنڈری لائن تک آنے کی اجازت دیدی۔

ادھر قادیان میں معرفت مرزا بشیر احمد صاحب بذریعہ فون لاہور کی طرف سے ۷ جنوری کو صبح دس بجے کے قریب اور کچھ اطلاع

حضرت بھائی جی کا جنازہ لائے جانے کی اطلاع پہنچی۔ فوری طور پر قادیان سے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی معیت میں حسب ذیل دوست جنازہ لانے کے لئے تیار ہو گئے۔ ۱۔ جناب شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ۲۔ مکرم فضل الٰہی خان صاحب ۳۔ مکرم مولوی برکت علی صاحب ۴۔ مکرم چوہدری مبارک علی صاحب ۵۔ مکرم چوہدری عبدالقدیر صاحب ۶۔ مکرم عبدالسلام صاحب ۷۔ مکرم چوہدری بدرالدین صاحب عامل ۸۔ خاکسار ایڈیٹر بدر۔

امرتسر پہنچ کر حضرت صاحبزادہ صاحب کی ہدایت کی تعمیل میں ایک ٹرک کرایہ پر لے لیا گیا۔ دو اڑھائی بجے کے درمیان درویشوں کی یہ پارٹی بارڈر پر پہنچ گئی۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ابھی جنازہ نہیں آیا۔ اسی اثناء میں چند اور درویشان جو جلسہ ربوہ میں شرکت کے بعد واپس بھارت آ رہے تھے۔ بارڈر کراس کر کے آ گئے۔ چونکہ وہ پہلے نکل آئے تھے اس لئے انہوں نے جنازہ کے متعلق لاعلمی ظاہر کی۔ ان میں سے چوہدری سکندر خان صاحب کو بارڈر پر ٹھہرا لیا گیا اور باقی دوستوں نے قادیان کا سفر جاری رکھا۔

کافی انتظار کے بعد ۴½ بجے جنازہ پاکستان بارڈر پر پہنچ جانے کی اطلاع ملی۔ ہندوستانی حکام کی اجازت سے ٹرک کو بارڈر لائن کے قریب لے جایا گیا۔ اسی اثناء میں جنازہ بارڈر لائن سے کچھ فاصلہ پر پہنچ چکا تھا۔ جنازہ لانے والے دوستوں میں سے ایک نوجوان آگے آیا اور پاکستانی بارڈر لائن پر آ کر رک گیا۔ اس نے السلام علیکم کہا اور محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کو مخاطب کر کے کہا

میں فاروق مہتہ ہوں ہم آپ کی امانت لے آئے ہیں آپ ہم سے یہ امانت لے لیں۔

یہ کہہ کر ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی اور بوجہ رقت وہ کچھ اور نہ بول سکے۔

محترم صاحبزادہ صاحب نے سلام کا جواب دیتے ہوئے ان کو صبر کی تلقین کی ــــــ بعد ہی ٹرک مقررہ مقام پر پہنچ گیا اور پاکستانی دوستوں نے بارڈر لائن سے کچھ فاصلہ پر ایمبولینس کار سے تابوت اتارا اور اپنے کندھوں پر اٹھا کر آگے بڑھے۔ سامنے ہندوستانی حدود میں ہم لوگ کھڑے تھے یہ نظارہ بھی بڑا عجیب تھا سب پر رقت طاری تھی۔ جنازہ کے آگے آگے محترمہ اماں جی اور ان کے دو

بڑے بیٹے مکرم مہتہ عبدالقادر صاحب اور مکرم مہتہ عبدالرزاق صاحب اور ایک بہو محترمہ نفیسہ بیگم صاحبہ اہلیہ مہتہ عبدالسلام صاحب بارڈر لائن عبور کر کے ہماری طرف بڑھے اور کہا:۔

لیجئے میاں صاحب۔ ہم آپ کی امانت لے کر حاضر ہوئے ہیں آپ اپنی امانت ہم سے وصول کر لیں۔

اور دونوں طرف کے لوگوں کی بے اختیار چیخیں نکل گئیں۔ !

ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرنے کے بعد اس حالت میں جب کہ بارڈر لائن کے اس پار پاکستانی دوست جنازہ کو کندھوں پر اٹھائے کھڑے تھے اور اس طرف ہم لوگ جنازہ اٹھانے کے منتظر! دوستوں کی درخواست پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ بعدہٗ پاکستانی دوست چند قدم آگے بڑھے۔ اسی طرح ہم نے بھی آگے بڑھ کر تابوت کو کندھوں پر اٹھا لیا اور قریب ہی کھڑے ٹرک میں احتیاط سے رکھ لیا۔ پاکستانی دوست تھوڑی دیر بعد اس جگہ سے لوٹ گئے۔

انڈین بارڈر کے تمام عملہ نے بھی بڑی ہمدردی دکھائی اور پورا تعاون پیش کیا۔ تاہم ضابطہ کی کارروائی کی تکمیل میں کچھ وقت لگ گیا۔ اسی طرح تمام ضروری اندراجات وغیرہ سے فارغ ہو کر حضرت بھائی جی رضی اللہ عنہ کے لواحقین اور درویشانِ قادیان کی پارٹی کے جملہ افراد جنازہ کے ساتھ ہی ٹرک پر سوار ہو گئے۔ اتفاق سے مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب درویش بھی عین جنازہ کی آمد کے وقت پاکستان سے واپس پہنچے۔ اور وہ بھی پارٹی میں شامل ہو گئے۔

الغرض ہم ۶½ بجے بارڈر سے روانہ ہوئے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی خدمت میں بذریعہ ایکسپریس تار اطلاع دینے کے لئے راستہ میں امرتسر پوسٹ آفس کے پاس ۲۰ - ۲۵ منٹ رکنا پڑا تاہم جلد آگے روانہ ہو گئے۔ کھلے ٹرک میں چونکہ سخت سرد ہوا پڑتی تھی اس لئے مہمانوں کو تابوت کے پاس ٹرک میں اسی غرض کے پیش نظر رکھی گئی کرسیوں پر ذرا آگے جگہ دی گئی۔ پونے نو بجے رات کے قریب جنازہ قادیان پہنچ گیا۔ احمدیہ چوک میں محترم امیر صاحب مقامی کی

معیت میں درویشان اسی انتظار میں کھڑے تھے۔ رات کے وقت جنازہ دفتر بیت المال کے برآمدے میں لے جایا گیا حضرت بھائی جی رضی اللہ عنہ کے لواحقین کو ان کے اپنے مکان پر پہنچا دیا گیا۔ شعبہ ضیافت نے حسب حال کھانے کا انتظام کیا۔ رات کو ہی یہ اعلان بعد مشورہ سارے محلہ میں کر دیا گیا کہ جنازہ صبح ہوگا۔ ویسے چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی سیکرٹری بہشتی مقبرہ نے بنظر احتیاط یہ انتظام کر رکھا تھا کہ قبر تیار کروا رکھی تھی۔ اور اپنے محلہ سے لے کر جنازہ گاہ تک اور پھر وہاں سے بہشتی مقبرہ تک روشنی کا انتظام کر دیا تھا اور جا بجا بڑی پاور کے بلب لگوا دیئے تھے تاکہ اگر تدفین کا انتظام رات ہی کو کرنا پڑے تو اندھیرے میں تکلیف نہ ہو۔ لیکن چونکہ فیصلہ بعد مشورہ یہی ہوا کہ جنازہ صبح ہوگا اس لئے تابوت کو خزانہ کے پہرہ داروں کی نگرانی میں محفوظ کر دیا گیا۔ اور یہ بھی تو ایک قیمتی خزانہ ہی تھا۔ !

چنانچہ صبح نو بجے کے قریب تابوت مہمانخانہ میں پہنچا دیا گیا۔ جہاں تمام احمدی مردوں، عورتوں اور بچوں نے اپنے بزرگ درویش بھائی کے نورانی چہرے کی آخری زیارت کی۔ دس بجے کے قریب تابوت جنازہ گاہ لے جایا گیا "جنازہ گاہ" ــــــ یہ وہی مقام ہے جو خود حضرت بھائی جی رضی اللہ عنہ کی نشاندہی سے ہی جنازہ گاہ کے نام سے موسوم ہوا حضرت بھائی جی رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق جہاں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جنازہ کی چارپائی رکھی گئی تھی اسی مقام پر حضور کے خادم (یعنی حضرت بھائی جی رضی اللہ عنہ) اور درویشوں کے مخدوم کا تابوت رکھ دیا گیا۔ پانچ صفیں بنائی گئیں اور محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل نے لمبی نماز جنازہ پڑھائی جس میں چار کی بجائے پانچ تکبیریں کہی گئیں اور درویشوں نے خصوصیت کے ساتھ رخصت ہونے والے بزرگ کی بلندی درجات کے لئے دعائیں کیں۔ نماز جنازہ کے بعد چارپائی کو تمام درویش باری باری کندھا دیتے ہوئے شاہ نشین کی طرف بڑھے۔ محترم امیر صاحب مقامی کے حکم سے تھوڑی دیر کے لئے چارپائی کو شاہ نشین کے اندر اس مقام کے سامنے رکھا گیا جہاں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے صحابہ کرام کی معیت میں تشریف فرما ہوا کرتے تھے اس کے بعد مزار مبارک کی چاردیواری کے بالکل غربی جانب قطعہ ۳ میں تیار شدہ قبر کے پاس چارپائی

باقی صا کالم عا پر ملاحظہ فرمائیں

موعودِ اقوامِ عالم کی بعثت سے مذہبی دُنیا میں انقلاب

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

دنیا میں جتنے مشکل دشوار اور کٹھن کام ہیں ان میں سب سے مشکل کام انسان کے خیالات وعقاید کی تبدیلی کا کام ہے۔ کہتے ہیں کہ دریا میں آگ لگانا اور پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹانا آسان ہے مگر انسان کے خیالات کو بدلنا دشوار ہے آجکل ہم بڑے بڑے سائنس دانوں کو آسمان کی طرف راکٹ بھیجتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ یقیناً یہ صنعتی سائنس کی عجیب کاریگری ہے۔ اور اس اعجوبہ کے دکھانے میں سائنس دانوں نے اپنی بہترین دماغی صلاحیت سے کام لیا ہے۔ مگر ذرا غور کیجئے تو یہی سائنس دان جن کی اس وقت عناصر اور جمادات پر حکومت نظر آتی ہے، جو عناصر کو توڑ پھوڑ کر حیرت انگیز توانائی کا اظہار کر رہے ہیں کیا یہی سائنس دان اس بات پر بھی قدرت رکھتے ہیں کہ انسانوں کے خیالات میں تبدیلی پیدا کر دیں۔؟ اشتراکیت اور سرمایہ داری کی جو کشمکش چل رہی ہے کیا سائنس دان یہ مسئلہ اپنے ہاتھ میں لے کر اسے حل کر سکتے ہیں۔؟ کیا اشتراکی سائنس دان یہ ہمت کر سکتے ہیں کہ وہ سرمایہ دارانہ ذہنیت رکھنے والے طبقہ کو اپنا ہم خیال بنالیں؟ یا سرمایہ دارانہ ذہنیت والے سائنسدان یہ ہمت کر سکتے ہیں کہ وہ اشتراکیت پہ ایمان رکھنے والوں کو اپنا ہم عقیدہ بنالیں؟ عمل کی دنیا میں ہمیشہ یہ ایک کٹھن مرحلہ ثابت ہوا ہے۔ اور تاریخ شاہد ہے کہ جن عظیم ہستیوں نے یہ دشوار تر کام کیا ہے انہیں بڑے مجاہدے، مشکلات اور دشواریوں سے گزرنا پڑا ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ نظریاتی جنگ سب سے خوفناک مہیب اور طویل ہوتی ہے۔

مشیتِ الٰہی کا ظہور

اور جب کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دنیا کی چھوٹی بڑی طاقتیں اس جنگ سے تھک ہار کر بیٹھ جاتی ہیں۔ اصلاح وتعمیر کی کوئی کوشش بارآور نہیں ہوتی تو اس وقت مشیتِ الٰہی حرکت میں آتی ہے۔ وہ اپنے کسی خاص بندے کو اصلاحِ عالم کے لئے بھیجتی ہے وہ جب مبعوث ہوتا ہے تو وہ بھی نظریاتی جنگ چھیڑتا ہے۔ وعظ ونصیحت شروع کرتا ہے۔ قوم کی اخلاقی وروحانی احوال کی درستی کی کوشش کرتا ہے۔ مخالفت اس کی بھی ہوتی ہے۔ اور بڑے زور کی ہوتی ہے مگر یہ ایک طویل جدوجہد کے بعد اس جنگ میں کامیاب ہو جاتا ہے اور اس کی بعثت کے بعد وہ مہم سر کرلی جاتی ہے جو تاریخ انسانی کی سب سے اہم مہم کہلاتی ہے۔ یعنی وہ فرستادۂ خدا قوم کے افکار، خیالات اور عقاید بدلنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

مگر اس کامیابی کا یہ مطلب نہیں سمجھنا چاہیئے کہ ان کی آمد سے "آناً فاناً" ساری دنیا کا نقشہ بدل جاتا ہے۔ نہیں۔ بلکہ وہ ایک ایسا گروہ پیدا کر کے چلا جاتا ہے جس میں ایک انقلابی شان ہوتی ہے۔ جن کی طرزِ فکر اور سوچنے اور سمجھنے کا انداز زمانے سے مختلف ہوتا ہے۔ صاحبِ شریعت انبیاء جیسے نوحؑ۔ موسیٰؑ اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان کی بھی سیرت بتاتی ہے کہ ان مقدس ہستیوں نے جس عظیم انقلاب کی داغ بیل ڈالی تھی اس پر بھی ابتداء میں لبیک کہنے والے تھوڑے آدمی تھے۔ حضرت نوحؑ کی بے بسی کا حال تو ہم جانتے ہیں کہ انہیں اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے ایک کشتی بنانی پڑی۔ حضرت موسیٰؑ کی اس دعوتِ انقلاب پر جتنے لوگوں نے لبیک کہی اور پھر انہوں نے عمل اور سیرت کے میدان میں جو نمونے دکھائے وہ تورات میں مذکور ہیں۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر جو ایک انقلاب پرور قوم تیار ہوئی وہ جماعت کتنی مختصر تھی یہ فتنۂ ارتداد سے ظاہر ہے۔ یہ تو صاحبِ شریعت انبیاء کی سرگزشت ہے جنہیں پند ونصیحت کے علاوہ اقامتِ دین کا فریضہ بھی انجام دینا ہوتا ہے۔ اسی پر ہم ان انبیاء کو قیاس کر سکتے ہیں جو صاحبِ شریعت نہیں بلکہ جن کا کام صرف تجدید و احیائے دین ہوتا ہے۔ ان کے ماننے والوں کی جمعیت کتنی مختصر ہوتی ہوگی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تعداد کے لحاظ سے وہ جماعت بہت مختصر ہوتی ہے مگر کیفیت اور خاصیت کے اعتبار سے وہ ساری دنیا پر بھاری ہوتی ہے۔ اس کی طرزِ فکر میں ایسی متانت۔ سنجیدگی اور قوتِ اثر و نفوذ پیدا ہو جاتی ہے کہ آہستہ آہستہ یہی مختصر سی جماعت دنیا کے افکار و خیالات پر غالب آجاتی ہے۔ انسانی ثقافت کے متعلق ان کی جو رائے ہوتی ہے وہی آہستہ آہستہ دوسرے دلوں میں گھر کرنے لگتی ہے اور لوگ رفتہ رفتہ اپنا چہرہ انہی کے آئینے میں دیکھنے لگتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فرمان کہ

> "میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔"
>
> (تذکرۃ الشہادتین)

اس انقلابی گروہ کی پوری تاریخ پر روشنی ڈالتا ہے۔

سید محمد جونپوریؒ

تاریخِ امت میں ایسی مقدس گھڑیاں کئی بار آچکی ہیں لیکن ان میں وہ گھڑیاں سب سے ممتاز ہیں جب زمانے میں "مہدیٔ کامل" کا کوئی بروز ظاہر ہوا۔ جیسے سید محمد جونپوری رضی اللہ عنہ یہ سلطان حسین شرقی اور بہلول لودھی کا زمانہ تھا۔ جب خدا کے اس مقدس بزرگ نے "مہدی" ہونے کا دعویٰ کیا۔ وہ بھی دنیا کے افکار و خیالات ہی سے جنگ کرنے آئے تھے۔ ان کے ماننے والوں نے اپنی پاکیزہ سیرت سے دنیا کے اذہان کو کتنا متاثر کیا اس کا اندازہ مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کی اس عبارت سے ہو سکتا ہے۔ وہ اپنی تصنیف "تذکرہ" میں سید محمد جونپوری رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

> "جو حالات ناظرِ خدا اور معتقد مورخوں نے لکھے ہیں اگر وہ سچ ہیں تو وہ لوگ انسان نہیں تھے ملاءِ اعلیٰ کے مقدس فرشتے تھے۔ جن کو خدا نے اپنی زمین کی طہارت کے لئے آدمیوں کی ہیکل میں بھیج دیا تھا۔ اور جب کبھی دنیا کی سعادت و برکت کے دن آتے ہیں تو خدا زمین کے انسانوں ہی سے آسمانی فرشتوں کا کام لیتا ہے۔ آسمان کے فرشتے تو کبھی انسانوں کی آبادی میں آکر نہیں بستے۔ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا"

(تذکرہ ابوالکلام آزاد صـ[illegible])

اس حوالے سے ظاہر ہے کہ ان درویش صفت بزرگوں کے ظہور سے انسان کی دینی معاشرت میں کیسا انقلاب آیا تھا۔

عہدِ اکبری کے علماء

اس کے بعد ذرا اور آگے بڑھیئے اور مغلِ اعظم شہنشاہ اکبر کے اس "عبادت خانے" کے ماحول پر ایک نظر ڈالیئے جہاں وہ خود بیٹھ کر ہر مکتبۂ خیال کے علماء کے مناظرے سنتا تھا۔ دربارِ اکبری کے تذکرہ نگار جیسے ابوالفضل اور ملا عبدالقادر بدایونی۔ ان سبھوں نے ان برگزیدہ علماء کے کردار کا جن الفاظ میں ذکر کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ اپنا زورِ علم وبیان زیادہ تر ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے میں صرف کرتے تھے۔ حتیٰ کہ شہنشاہ اکبر علماء کی اس مجلس سے بدظن ہو گیا اور وہ سمجھ گیا کہ اب ان ظاہر پرست علماء میں حکومت تو بڑی چیز ہے ایک گھر چلانے کی بھی صلاحیت نہیں۔ اس لئے اب اس نے اپنی حکومت کو "سیکولر اسٹیٹ" بنانا شروع کیا۔ اکبر کا یہ اقدام علماء کے منشاء کے خلاف تھا۔ اس لئے اسے ملحد اور بے دین مشہور کیا گیا۔

تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اکبر کو تو جو کچھ کرنا تھا وہ کر گیا مگر علماء کی حالت نہ بدلی۔ اس زمانے میں علماء کے سامنے چند مخصوص مسائل تھے۔ انہی میں ایک مسئلہ "فرقہ مہدویہ" بھی تھا۔ یعنی سید محمد جونپوریؒ کے ماننے والوں کا وجود تھا۔ اسی وقت کے درباری علماء اپنے تمام فرائض چھوڑ کر اسی فرقے کے درپئے آزار نظر آتے ہیں کسی کو کوڑے لگوائے۔ کسی کو جلاوطن کیا اور کسی کو قتل کروایا۔ وہ علماء اس کو خدمتِ دین سمجھتے تھے۔

مجدد الف ثانیؒ

معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے علماء کی اصلاح کرنے کے لئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو مبعوث کیا۔ آپ کے مکتوبات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ عموماً نہایت دقیق مسائل پر اظہارِ خیال فرمایا کرتے تھے۔ انہی میں ایک مسئلہ "وحدت الوجود" کا بھی ہے۔

"وحدۃ الوجود" کی اصل تعریف

کچھ بھی ہو مگر ایک زمانہ ایسا ضرور گذرا ہے جب صوفیوں کے لئے "وجودی" کہلانا "فیشن" ہو گیا تھا۔ غالباً مجدد الف ثانیؒ کا زمانہ بھی یہی تھا۔

یہ ظاہر ہے کہ جب کوئی چیز حقیقت کی بجائے فیشن اور نمائش کے طور پر قبول کی جاتی ہے تو اس میں اعتدال قائم نہیں رہتا۔ چنانچہ عقیدہ وحدۃ الوجود

میں بھی ایسا ہوا۔

اسی بنا پر حضرت مجدد الف ثانی نے نظریۂ "وحدۃ الوجود" کے خلاف آواز بلند کی۔ اسی طرح کے اور کئی مسائل تھے ان میں "ذکر" کا تعلق علم و تحقیق سے تھا۔ غرض حضرت مجدد الف ثانی کی سیرت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا خاص مطمحِ نظر علماءِ دین کی اصلاح تھا۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ جب سلطان سلیم جہانگیر تختِ حکومت پر بیٹھے اور تخت سونپنے سے پہلے ان سے یہ عہد لیا گیا کہ وہ اقامتِ دین کی کوشش کریں گے اور شہنشاہ اکبر کے "سیکولر اسٹیٹ" کے تصور کے باعث معاشرے میں جو مداہنت و بداحتیاطی پیدا ہو گئی ہے اس کو زائل کریں گے۔ تو اس وقت مجدد الف ثانیؒ نے بھی جہانگیر کے سامنے اپنی خدمات پیش کیں۔

غرض اس عہد میں حضرت مجدد الف ثانیؒ نے عوام اور خصوصاً خواص کی اصلاح کی جدوجہد شروع کی۔ آپ کی یہ جنگ بھی نظری و فکری جنگ تھی۔ اور آپ کا تصادم اس زمانے کے نظریات سے ہوا۔

آپ کی اس مصلحانہ جدوجہد سے ہندوستان کی مذہبی و علمی دنیا میں ایک انقلابِ عظیم آ گیا۔ علماء کی طرزِ فکر بدل گئی سوچنے اور سمجھنے کا انداز بدل گیا۔ سچ پوچھئے تو ہندوستان میں علم قرآن و حدیث آپ کے بعد ہی آیا۔ آپ کی مصلحانہ کوششوں کے باعث کئی تحقیقاتی ادارے قائم ہوئے درسگاہیں قائم ہوئیں اور اب ہندوستان میں بھی ویسے ہی علمی مراکز قائم ہو گئے جو تابعین و تبع تابعین کا عہد یاد دلاتے تھے۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ان مخلصانہ کوششوں سے ہندوستان کے تعلیم یافتہ طبقہ میں ایک عظیم ذہنی انقلاب آ گیا۔ جس کا ایک ظہور دو صدی بعد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شکل میں ہوا۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں اسلامیانِ ہند کے سامنے دو بڑے مسائل تھے۔ پہلا سوال شیعہ سنی کا تھا۔ اور دوسرا سوال یہ تھا کہ آئندہ ہندوستان کا سیاسی ڈھانچہ کیا ہو۔ آپ نے ان دونوں مسائل پر بڑی اہم اہم کتابیں لکھیں جیسے ازالۃ الخفا اور حجۃ اللہ البالغہ وغیرہ۔

آپ کی ان دونوں تصانیف کا ہندوستان کی مذہبی و سیاسی فضا پر بڑا گہرا اثر ہوا خصوصاً یہ مسئلہ کہ ہندوستان کا آئندہ سیاسی ڈھانچہ کیا ہو۔

آپ کی دوربین آنکھیں یہ دیکھ رہی تھیں کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت جس ستون پر قائم ہے وہ ستون کھوکھلا ہو چکا ہے اور اب یا تب گرنے ہی والا ہے۔ آپ نے یہ بھی محسوس کر لیا کہ ہندوستان جو مختلف خیالات و عقائد کے ماننے والوں کا وطن ہے یہاں ایک ہی فرقے کی حکومت برقرار نہیں رہ سکتی۔ اس لئے آپ نے اس زمانے میں جمہوری حکومت کا نظریہ پیش کیا۔ آپ کی اس تعلیم کا یہ اثر ہوا کہ ہندوستانی مسلمانوں میں ایک اسکول آف تھاٹ ہی قائم ہو گیا جس کو "فلسفۂ ولی اللہی" کہتے ہیں۔

آزادیٔ ہند کے بعد ہندوستانی مسلمانوں نے جس طرح ہندوستان کی جمہوری حکومت کا استقبال کیا اس میں فلسفۂ ولی اللہی کا بڑا دخل ہے۔ فلسفۂ ولی اللہی کی تبلیغ و اشاعت میں ہندوستان کے بڑے بڑے جلیل القدر علماء نے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔

موعودِ اقوامِ عالم کی بعثت

لیکن ان تمام واقعات کے بعد اس ہنگامۂ ہست و بود میں ایک اور اہم واقعہ ظاہر ہونے والا تھا۔ پروردگارِ عالم کی وہ رحمت جو ابھی تک جزئی طور پر سید محمد جونپوریؒ۔ مجدد الف ثانیؒ اور شاہ ولی اللہؒ کی شکل میں ظاہر ہوئی تھی اب ایک کامل شبیہ کی شکل میں ظاہر ہونے والی تھی۔ ایک "انسانِ کامل" یا "مہدیٔ برحق" کا نظریہ جو ایشیا کے علاوہ یورپ کی وادیوں میں بھی نطشے اور دوسرے فلسفی شاعروں کی زبان پر گونج رہا تھا اس کا صحیح رنگ و روپ میں ظہور ہونے والا تھا۔ آخر وہ ساعتِ سعید آئی اور اسی قادیان کی مقدس سرزمین میں ایک خدا نما انسان پیدا ہوا جس کا نام نامی و اسمِ گرامی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام ہے۔

آپ اخلاق و روحانیت کا راستہ استوار کرنے آئے تھے۔ آپ سے ہی پہلے سے آپ کے ظہور کی خبر دنیا کی تمام مذہبی قوموں میں پائی جاتی تھی۔ ہر قوم کے مذہبی پیشوا نے آپ جیسے ایک دھرماتما اور مذہبی رہنما کے ظہور کی بشارت دی تھی۔ انہیں ہر قوم کے مذہبی پیشرو نے اپنے اپنے ذوق اور ماحول کے مطابق مختلف ناموں سے یاد کیا تھا۔ کسی نے اس آنے والے مامور کو نہہ کلنک اوتار کہا۔ کسی نے ابن مریم اور کسی نے مہدیٔ زماں۔ اس ابدی صداقت اور راستبازی سے محبت کرنے والی روح نے انسانی روپ میں جنم لیکر ان تمام مہاتماؤں اور بزرگوں کی امیدیں اور کامنائیں پوری کر دیں جو آپ کے ظہور کی خبر دے کر پہلے ہی دنیا سے کوچ کر چکے تھے۔

پس ایسا ہوا کہ جب آپ مبعوث ہوئے تو ہزاروں ارواحِ مقدسہ آپ کی تائید و نصرت پر کمربستہ ہو گئیں۔ لاکھوں مردے زندہ ہو گئے اور وہ جو پہلے خدا کو جانتے بھی نہ تھے اب پہچاننے لگے۔ وہ پہلے خداپرست انسان بنے، پھر باخدا، اور اس کے بعد خدانما بن گئے اور ان پر یہ قول صادق آنے لگا کہ

بندۂ خدا خدا نہ باشد
لیکن از خدا جدا نہ باشد

عمرِ دنیا

جب آپ پیدا ہوئے تو دنیا سات ہزار سالہ دور میں داخل ہو چکی تھی۔ یعنی حضرت آدم کی پیدائش کو چھ ہزار سال گذر چکے تھے اور اب ساتواں ہزار شروع ہوا تھا۔ ستارے کی تاثیر بھی بدل گئی تھی مشتری کی جگہ مریخ نے لے لی تھی جس کی تاثیر سے انسان میں عقل و ذکا اور صبر و تحمل پیدا ہوتا ہے۔

نظریۂ اجتماعیت

اب وقت آ گیا تھا کہ قومیں آپس میں ایک دوسرے کو پہچانیں۔ انفرادیت کا دور ختم ہو رہا تھا اور اجتماعیت و اشتراکیت یعنی مل جل کر رہنے کا نظریہ ابھر رہا تھا۔ اسی نظریے نے یورپ میں "کارل مارکس" کو جنم دیا۔ لیکن ایشیا جو ہمیشہ نبوت و رحمتِ الٰہی کا مطلعِ انوار رہا ہے یہاں خدا نے انسانوں کو اجتماعیت کا صحیح راستہ بتانے کے لئے اس مقدس انسان کو پیدا کیا۔

پنچ شیل

اس مقدس انسان نے کیا مذہب اور کیا سیاست ہر اعتبار سے ایک قوم کو دوسری قوم کے وجود کی ضرورت سے آگاہ کیا اور دنیا کو پنچ شیلا کی تعلیم دی۔ لیکن آپ نے اس پنچ شیل کی جو تعریف کی وہ اس سے زیادہ کامل و معتبر ہے جو آج عموماً سیاسی پلیٹ فارم پر کی جاتی ہے۔

نجات کے پانچ راستے

آپ نے سب سے پہلے تمام قوموں کو ایک دوسرے کے قریب لانے کیلئے یہ تعلیم پیش کی کہ تمام بنی نوعِ انسان ایک ہی پروردگار و پرمیشور کی اولاد ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اس پروردگار و پرمیشور نے اپنے تمام بندوں کے پاس اپنے پیغامبر بھیجے ہیں۔

تیسری تعلیم آپ نے یہ دی کہ ان تمام مذہبی رہنماؤں نے خدا۔ رسول اور پیغامِ الٰہی کے متعلق ایک ہی قسم کی تعلیم دی ہے ان کی تعلیم میں کوئی بنیادی فرق نہیں۔

چوتھی تعلیم آپ نے یہ دی کہ ہمارے لئے صرف ان پیشواؤں کا علم ہی کافی نہیں بلکہ ہمارا فرض ہے کہ ان کا ہم ادب و احترام کریں اور جب نام لیں تو عزت و احترام کے ساتھ نام لیں۔

پانچویں تعلیم آپ نے یہ دی کہ قوم کے وہ بزرگ جن کو مذہبی حیثیت تو حاصل نہیں لیکن سیاسی یا قومی عظمت حاصل ہے ان کی بھی کبھی تحقیر و تذلیل نہ کرو۔

یہ وہ پنچ شیلا یا نجات کے پانچ راستے ہیں جو اس دور میں موعودِ اقوامِ عالم سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے بتائے۔

سیاسی پلیٹ فارم

آج جب ہم مذہب کے علاوہ سیاست کے پلیٹ فارم پر آتے ہیں تو یہاں بھی ان پانچوں تعلیموں کی صدائے بازگشت سنائی دیتی ہے۔ اور کیا اشتراکی بلاک اور کیا سرمایہ داری بلاک یعنی روس یا امریکہ وہ تو اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ کسی مذہب کی توہین جائز نہیں قرار دی جا سکتی۔

اشتراکی روس جس کے بانی نے مذہب کے متعلق یہ نظریہ قائم کیا تھا کہ

"مذہب قوم کی افیون ہے"

آج اس ملک کا سفارت خانہ بھی یہ ثابت کرنے پر لاکھوں روپیہ صرف کر رہا ہے کہ روس میں مذہب یا اہلِ مذہب کی بے حرمتی نہیں کی جاتی۔

اتحادی سبھا نے بھی اپنے دستور میں یہ بات داخل کی کہ ہر شخص کو مذہب اور عقیدے کی آزادی حاصل ہے۔ اقوامِ متحدہ کے قانون کے مطابق بھی آج کسی مذہب کی توہین کرنے والا مجرم ہے۔

ہندوستان کے مختلف ہائی کورٹوں کے فاضل ججوں نے بار بار اپنے فیصلوں میں نجات کے ان پانچ راستوں کو تسلیم کیا۔ مہاتما گاندھی، پنڈت جواہر لال نہرو اور ہندوستان کے قریب قریب تمام لیڈر آج اس پنچ شیلا پر عمل کرنے پر زور دے رہے ہیں۔ میں اس جگہ مہاتما گاندھی کا یہ قول اس پنچ شیلا کی تائید میں زوردار طور پر پیش کر سکتا ہوں کہ

"باہم رواداری اور مروت کے ساتھ زندہ رہو اور زندہ رہنے دو۔ یہ زندگی کا قانون ہے۔ یہ سبق میں نے قرآن انجیل۔ زند اوستا اور گیتا سے سیکھا ہے"

(مذہب و دھرم صفحہ ۱۳)

گیتا جینتی

اس کے علاوہ آج ہندوؤں کا وہ معزز طبقہ جس کو سادھو کہتے ہیں اور جو ویدک تہذیب کے علمبردار ہیں وہ بھی اب ان تعلیموں پر زور دے رہے ہیں۔ ابھی بمبئی میں ۲۳ نومبر سے ۲۹ نومبر تک نہایت جوش و امنگ کے ساتھ گیتا جینتی منائی گئی۔ اس جینتی میں بار بار یہی تعلیم دوہرائی گئی۔ اس جینتی کی طرف سے معزز مہمانوں سادھوؤں سنتوں اور مقرروں کے ناموں کی جو فہرست شائع کی گئی اس میں چودھویں نمبر پر میرا نام تھا۔ میں نے اس جینتی کی خواہش کے مطابق ۲۴ نومبر کو ۲۵-۳۰ ہزار کے مجمع میں ایک تقریر بھی کی۔ یہ کیا ہے یہ درحقیقت اسی ذہنی انقلاب کی ایک خوش خبری ہے جس کی خبر دینے موعودِ اقوامِ عالم حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔ (باقی آئندہ)

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کی وفات پر مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کی طرف سے قرار دادِ تعزیت

قادیان - ۷ جنوری - کل بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کی وفات حسرت آیات پر مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کا ہنگامی تعزیتی جلسہ زیر صدارت مکرم چوہدری بدرالدین صاحب عامل منعقد ہوا - تلاوت قرآن مجید و نظم کے بعد مندرجہ ذیل قرار دادِ تعزیت باتفاق پاس کی گئی - آخر میں صدرِ جلسہ نے حضرت بھائی جی رضؓ کے بعض ایمان افروز واقعات بیان کئے

خاکسار مسعود احمد قائد مجلس خدام الاحمدیہ قادیان

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی رضؓ ۱۴ دسمبر کو جلسہ سالانہ ربوہ میں شرکت اور سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیارت کے لئے قافلہ کے ہمراہ تشریف لے گئے تھے - آپؓ کی صحت اچھی نہ تھی - سفر کی وجہ سے صحت پر برا اثر پڑا - اور ربوہ سے جب آپ کراچی تشریف لے جا رہے تھے تو سفر کی حالت میں خانیوال اسٹیشن کے قریب واصل بحق ہو گئے انا للہ و انا الیہ راجعون - اور ہم درویشانِ قادیان آپ کی بابرکت صحبت سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو گئے -

حضرت بھائی جی بڑی بلند پایہ شخصیت کے مالک تھے - آپؓ ایک ہندو گھرانے میں پیدا ہوئے - آپ کی نیک فطرت آپ کو بچپن میں ہی اسلام اور احمدیت کی طرف کھینچ لائی - اور ۱۸۹۵ء میں آپ قادیان میں تشریف لائے - اور حضرت مسیح موعود کے دربار میں مقبول ہو کر قادیان کے ہی ہو گئے - آپ کی زندگی کا اکثر حصہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بسر ہوا - حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی آپ سے بہت محبت کرتے تھے -

حضرت بھائی جی رضؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لطف و احسانات کو اکثر یاد کیا کرتے تھے اور حضورؑ کا ذکر خیر آنے پر آپ کا دل رقت سے بھر جاتا تھا - اور صحیح معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عاشق صادق تھے - حضورؑ کے وصال کے بعد جماعت پر جب ابتلاؤں کا زمانہ آیا تو ہمیشہ خلافت اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ وابستہ رہے -

"واقعۂ ہجرت" کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو قادیان میں ٹھہرنے اور درویشانہ زندگی بسر کرنے کی سعادت بخشی اور اپنے بچوں سے علیحدہ رہ کر باوجود خرابیٔ صحت کے اور اس بڑھاپے میں کسی قسم کی سہولت میسر نہ ہونے کے بڑے استقلال اور ہمت کے ساتھ درویشانہ زندگی گذاری - اور اپنی تکالیف کو بڑے صبر کے ساتھ برداشت کیا - آپ کی انتہائی خواہش تھی کہ وفات کے بعد وہ بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوں - اپنی اس خواہش کے مطابق آپؓ نے حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے بہشتی مقبرہ قادیان میں جگہ بھی ریزرو کروائی تھی - الحمد للہ - کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس خواہش کی تکمیل کے سامان بھی کر دئے - اللہ تعالیٰ آپ کو اعلیٰ علیین میں بلند مقام عطا فرمائے - اور آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے - اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے آمین -

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس جلیل القدر صحابی کی اچانک وفات اور جدائی پر ہم جملہ اراکین مجلس خدام الاحمدیہ قادیان دلی افسوس اور غم کا اظہار کرتے ہوئے ان کے درجات کی بلندی کے لئے دعاگو ہیں - اور آپؓ کے جملہ پسماندگان کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں -

اس تعزیتی قرارداد کی نقول مرحوم کے پسماندگان - حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے ناظر خدمتِ درویشان کو بھجوانے کا فیصلہ ہوا - نیز احمدیہ پریس کو -

---

مجلس خدام الاحمدیہ کے اسی اجلاس میں بشیر احمد صاحب سندھی درویش کی وفات پر (جو ربوہ جلسہ سالانہ کے ایام میں ہوئی -) بھی تعزیتی قرارداد منظور ہوئی جو حسب ذیل ہے

ہمارے درویش بھائی مکرم بشیر احمد صاحب سندھی جو جلسہ سالانہ ربوہ میں شمولیت اور سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی زیارت کے لئے ۱۴ دسمبر کو قادیان سے ربوہ گئے تھے ۲۶ دسمبر کو اچانک وفات پا گئے - انا للہ و انا الیہ راجعون -

مرحوم باوجود بیمار ہونے کے ربوہ کی زیارت کے شوق میں عازم سفر ہوئے - اور قدرت نے ربوہ ہی کو مرحوم کی ابدی قیامگاہ بنا دیا - مرحوم خاموش طبع درویش تھے - اور خود کاروبار کر کے اپنا گزارہ چلاتے تھے - اپنے درویش بھائی کی اچانک وفات پر ہم سب مرحوم کے پسماندگان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں (باقی حاشیہ پر)

ایک گذارش احوالِ واقعی

از مکرم عبدالسلام صاحب اختر ایم اے

اے فدایانِ جماعت جذبۂ خدمت سے ہم
پیش کرتے ہیں یہ اک ہدیہ بڑی عظمت سے ہم

فضل ہے اس کا کہ بیشک کثرتِ اموال سے
بڑھ گیا ہے کچھ قدم اپنا گذشتہ سال سے

لیکن اے اہلِ وفا یہ دور اندیشی نہیں
جلسۂ سالانہ کے چندے میں کچھ بیشی نہیں

سال کے ہی ختم ہونے میں فقط دو چار ماہ
اپنی کوشش اس قدر کر دیں کہ ہو خالق گواہ

حق کی خاطر اپنی قربانی بڑھاتے جائیے
احمدیت کا ستارہ جگمگاتے جائیے

یاد رکھیں یہ زمانہ پھر نہ آئے گا کبھی
جو خدا سے دور کھوئیگا نہ پائے گا کبھی

لازمی چندے ہیں مسیحِ پاک کا ارشاد ہے
"الوصیت" کے مطابق یہ بڑی بنیاد ہے

دینِ حق کی اس جہاں میں آبرو کو یاد رکھ
لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا کو یاد رکھ

سوانح حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی رضؓ

خاکسار مارچ میں حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوانح شائع کر رہا ہے - جو دوست آخر ماہ جنوری تک حضرت بھائی جی کی سیرت کے متعلق اپنے تاثرات ارسال فرمائیں گے ان کو شاملِ کتاب کر سکوں گا - انشاء اللہ

ملک صلاح الدین ایم اے مؤلف اصحاب احمد قادیان

اطلاع

احباب کرام کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ خاکسار کے پاس چند کاپیاں **رپورٹ تحقیقاتی عدالت** (برائے تحقیق فسادات پنجاب ۱۹۵۳ء) اردو و انگریزی موجود ہیں جس دوست کو درکار ہوں خط لکھیں - خاکسار قریشی عبدالقادر امواد درویش قادیان

بقیہ از صفحہ ۲

کو رکھ دیا گیا - مرحوم کے دونوں بیٹوں اور دوسرے احباب نے آخری بار چہرہ کی زیارت کی اور تابوت کو بند کر کے مسنون دعاؤں اور آنسوؤں کی جھڑیوں کے ساتھ قبر میں اتار دیا گیا -

قبر تیار ہو چکنے پر محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے قبر پر دعا کروائی - اس کے بعد مزار مبارک سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اجتماعی دعا ہوئی

اور اس طرح حضرت مسیح پاکؑ کے اس قدیم اور مقرب صحابی اور خادم خاص کو حضور علیہ السلام کے قرب میں ہی اپنے آقا کی طرح ابدی نیند میں سوتے چھوڑ کر ہم سب لوگ نمناک آنکھوں کے ساتھ اور رندھے ہوئے گلوں اور بوجھل قدموں کے ساتھ لٹے ہوئے قافلہ کی طرح واپس لوٹ آئے -

انا للہ و انا الیہ راجعون - اللّٰھم اغفرلھم وارفع درجاتھم فی اعلیٰ علیین

قادیان میں حضرت بھائی جی رضؓ کی نمازِ جنازہ اور تدفین کے وقت پاکستان سے آئے ہوئے مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب آف دہلی دروازہ لاہور بھی موجود تھے

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور اپنی رحمت کے جوار میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر کی توفیق بخشے اور سب کا خود کفیل ہو - یہ امر خوشی کا موجب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرحوم کی قربانی اور جذبہ اخلاص کو اس طرح نوازا کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے ہزارہا احباب سمیت مرحوم کا جنازہ پڑھا اور میت کو دور تک کندھا دیا - اس تعزیتی قرارداد کی نقول بھی مرحوم کے ورثاء - حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے اور احمدیہ پریس کو بھجوانے کا فیصلہ ہوا -

خبریں

چنڈیگڑھ - سنت فتح سنگھ کی طرف سے اپنا تیئس روزہ مرن برت آج صبح ۸½ بجے ختم کئے جانے کے بعد پنجاب سرکار نے اکالی قیدیوں کو عام معافی دینے۔ جلسوں جلوسوں مظاہروں۔ نیز پرتاپ - ویر پرتاپ اور دیگر اخبارات پر لگی ہوئی پابندیوں کو ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔ یہ فیصلے آج صبح پنجاب وزارت کی میٹنگ میں کئے گئے۔ جس کی صدارت شری این وی گیڈگل نے کی۔ میٹنگ کے بعد مکھیہ منتری شری کیروں نے ایک پریس کانفرنس میں اعلان کیا کہ پنجاب سرکار نے تمام اکالی قیدیوں کو ماسوائے تشدد کے کیسوں میں ماخوذ اکالی قیدیوں کے عام رہائی دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس فیصلہ کے نتیجہ کے طور پر کم و بیش پانچ ہزار اکالی قیدی جیلوں سے رہا کر دئے جائیں گے۔ شری کیروں نے یہ بھی اعلان کیا کہ زیر سماعت اکالیوں کے خلاف چل رہے مقدمات واپس لے لئے گئے ہیں۔ لیکن جن اکالیوں کے خلاف تشدد کے الزامات ہیں ان کے خلاف مقدمات واپس نہیں لئے گئے آپ نے کہا کہ اہم - اشتہاری مجرموں کے خلاف جن میں سنت فتح سنگھ بھی شامل ہیں وارنٹ گرفتاری اور مقدمات بھی واپس لے لئے گئے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی شری کیروں نے جلسوں جلوسوں مظاہروں نیز اخبارات پر لگی ہوئی پابندیاں ہٹانے کا اعلان کر دیا۔ آپ نے کہا پنجاب سے باہر مقامات پر چھپنے والے اخبارات کے جن میں پرتاپ دہلی اور ویر ارجن دہلی بھی شامل ہیں پنجاب میں داخلہ پر جو پابندیاں عاید ہیں وہ بھی ختم کرنے کا فیصلہ ہوا ہے شری کیروں نے کہا اخبارات پر سے پابندیاں اٹھائے جانے - اکالی قیدیوں کی غیر مشروط طور پر رہائی اور جلسوں جلوسوں کی پابندیاں ختم کرنے کے اقدامات سے تلخی ختم ہو جائے گی۔ اور صوبہ میں نارمل حالات بحال ہو جائیں گے۔ جب آپ سے اکالیوں کے پنجابی صوبہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ اس وقت وہ اس بارے میں کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ اس وقت تو ان کا مقصد صوبہ میں تمام لوگوں کے تعاون سے نارمل حالات لانا ہے۔ پنجابی بھاشا کی ترقی کے لئے اقدامات کئے جاتے رہیں گے اس کے ساتھ ہی شری کیروں نے کہا کہ حکومت لاء اینڈ آرڈر میں کسی قسم کی مداخلت برداشت نہ کرے گی۔ لاء اینڈ آرڈر کو ہر قیمت پر برقرار رکھا جائیگا۔

امرتسر - ۹ جنوری - سنت فتح سنگھ نے آج صبح ۸½ بجے اپنا ۲۳ روزہ مرن برت ختم کر لیا۔ اس موقعہ پر اکالی دل ہائی کمان کے ممبر اور بھاری تعداد میں لوگ موجود تھے۔ سنت جی کو پانچ پیاروں کی موجودگی میں اکال تخت کے ہیڈ گرنتھی گیانی جیت سنگھ نے اکال تخت سے پرشاد دیا۔ اور پھر سنگتروں کا رس اور دو چمچے گلوکوز پیش کیا۔ اور انہوں نے اس طرح برت کھول دیا۔ اس موقعہ پر پانچ ڈاکٹر بھی موجود تھے۔ پہلے انہوں نے سنت جی کا طبی معائنہ کیا۔ برت ختم ہونے کے بعد سنت فتح سنگھ سات ممبروں کی اس کمیٹی سے بغلگیر ہوئے جو اکالی ایجی ٹیشن چلا رہی تھی۔ ان کے برت کھولنے سے پیشتر پانچ منٹ تک پانچ پیاروں نے پرارتھنا کی۔ برت کے ختم ہونے کے بعد دہلی میں ماسٹر تارا سنگھ کو فون پر اطلاع دے دی گئی۔ اور انہوں نے اپنے جوابی پیغام میں سنت فتح سنگھ کو مبارکباد دی۔ اپنا برت کھولنے کے بعد سنت فتح سنگھ نے مدھم سی آواز میں لوگوں کے نام ایک پیغام دیا۔

چنڈی گڑھ - ۹ جنوری - پنجاب میں ۱۰ فروری سے ۵ مارچ تک مردم شماری کے پیش نظر مڈل کا امتحان جو ۱۵ فروری کو شروع ہونے والا تھا ملتوی کر دیا گیا۔ اب یہ امتحان ۶ مارچ کو شروع ہوگا۔

چنڈیگڑھ - ۹ جنوری - پنجاب کے وزیر اعلیٰ شری کیروں سے آج پریس کانفرنس میں دریافت کیا گیا کہ آیا پنجاب کانگریس ایسے کانگرسی ممبران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جنہوں نے پنجابی صوبہ تحریک میں بلاواسطہ یا بالواسطہ حصہ لیا وزیر اعلیٰ نے اس کے جواب میں کہا کہ اس وقت ان کی توجہ تلخی اور کشیدگی ختم کرنے اور پُر امن حالات بحال کرنے کی طرف لگی ہوئی ہے انہوں نے کہا کہ میں پنجاب میں عوام سے اپیل کروں گا کہ وہ پیداوار بڑھا کر صنعتوں کو ترقی دے کر اور سیم ختم کر کے صوبے کو اقتصادی ترقی دیں۔ ہر کسی کو نیشنلزم کے نریان کے لئے مل کر کام کرنا چاہیئے۔

پیرس - ۹ جنوری - الجیریا کے مستقبل کے سلسلہ میں فرانس کے صدر جنرل ڈیگال نے جو رائے شماری کروائی تھی اس کے نتائج جنرل ڈیگال کی اس پالیسی کے حق میں نکلے ہیں کہ الجیریا کے عوام کو حق خود ارادیت دے دیا جائے۔ معلوم ہوا ہے کہ جنرل ڈیگال کی اس پالیسی کو ایک کروڑ دو کروڑ ووٹروں کی اکثریت حاصل ہوئی ہے۔ جنرل ڈیگال اور ان کی بیوی نے خود بھی رائے شماری میں بطور ووٹر حصہ لیا۔ اور کل دوپہر کو اپنی دیہاتی رہائش گاہ پر اپنے ووٹ ڈالے۔ الجیریا کے شہری علاقوں میں کچھ مسلمانوں نے اس رائے شماری کا بائیکاٹ کیا۔ لیکن دیہاتی علاقوں کے مسلمان بھاری تعداد میں ووٹ ڈالنے گئے۔ کئی جگہ تصادم بھی رونما ہوئے۔

نئی دہلی - ۹ جنوری - واقفکار حلقوں کے مطابق چین میں قحط کے حالات کا تبت پر بھی اثر ہوا ہے اور وہ بھی اسی طرح کے شدید قحط پڑا ہے۔ جس طرح کا ۱۹۴۳ء میں بنگال میں پڑا تھا۔ تبت میں اس کے لئے چینی حکام ذمہ دار ہیں کیونکہ انہوں نے تبت کی پیداوار چین بھیج دی۔ ان حلقوں کے مطابق تبت میں ۵ ہزار اشخاص فاقہ کشی سے مر چکے ہیں۔ لہاسہ میں تبتی باشندوں نے بھوک مارچ کی اور چینی حکام نے انہیں بری طرح زدوکوب کیا اور کئی ایک کو گرفتار کر لیا گیا۔

امرتسر - ۹ جنوری - امرتسر کی اطلاع ہے کہ تمام سیاسی اور غیر سیاسی حلقوں کی طرف سے سنت فتح سنگھ کا مرن برت ختم ہونے کا خیر مقدم کیا جا رہا ہے۔ اور مرن برت کے خاتمہ پر اطمینان کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

راولپنڈی - ۱۰ جنوری - پاکستان کے قدرتی ذرائع کے وزیر آج راولپنڈی سے دہلی روانہ ہو گئے۔ وہ نہری پانی کے متعلق بھارت اور پاکستان کے حالیہ معاہدہ کی تصدیق کے کاغذات کا تبادلہ کریں گے پاکستانی وزیر نے اخباری نمائندوں کو بتایا کہ وہ سیلاب کے متعلق اطلاعات بہم پہنچانے کے سوال پر بھی بات چیت کریں گے۔ عالمی بنک کا ایک نمائندہ بھی ان کے ہمراہ دہلی جا رہا ہے۔ ۱۲ جون کو لاہور میں عالمی بنک اور پاکستان سرکار کے نمائندوں میں اس سوال پر بات چیت شروع ہوگی کہ نہری پانی کے معاہدہ کے تحت دوست ممالک کی طرف سے پاکستان سرکار کو جو امداد ملنے والی ہے وہ کب اور کیسے حاصل کی جائے۔ عالمی بنک اور پاکستان سرکار کے نمائندوں نے پچھلے ہفتے راولپنڈی میں اس سوال پر بات چیت کی تھی۔

سری نگر - ۹ جنوری - وزیر اعظم پنڈت نہرو آج صبح ہوائی جہاز میں واپس دہلی پہنچ گئے۔ کانگریس کے سالانہ اجلاس کے سلسلہ میں جو دوسرے سرکردہ کانگریس ممبر سری نگر آئے تھے وہ بھی واپس جا رہے ہیں۔

اخبار بدر کا حضرت بھائی جیؓ نمبر

حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب۔ آپؓ کی عظیم الشان قربانیوں اور خدمات دینیہ وغیرہ کے تذکرہ کے لئے اخبار بدر کا ایک خاص نمبر شائع کرنے کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ جو دوست اس سلسلہ میں اپنے مختصر مگر جامع مضامین بھیجنا چاہیں وہ بہت جلد صاف ستھرے کاغذ کے ایک طرف خوشخط لکھ کر ارسال فرمائیں۔ تا ان کے مضامین اس خاص نمبر میں شامل کئے جا سکیں

اس خاص پرچہ کی معین تاریخ اشاعت کا اعلان بعد میں کیا جائیگا۔ سردست تیاری شروع کر دی گئی ہے۔ لیکن مضمون نگار حضرات سے درخواست ہے کہ وہ معین تاریخ اشاعت کے اعلان کا انتظار نہ فرمائیں بلکہ ابھی سے اپنے مضامین تیار کر کے بھجوانا شروع کر دیں۔ کیونکہ یہ امر یقینی ہے کہ یہ خاص نمبر انشاء اللہ جلد ہی شائع ہوگا۔ وباللہ التوفیق

ایڈیٹر بدر

مردم شماری کے وقت اپنی مادری زبان اردو لکھوائیں ہندوستانی نہیں۔